بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وعلٰی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

REGD. No. P.67

ہفت روزہ
بدر
قادیان

جلد ۱۸ | شمارہ ۱۹

The Weekly BADR Qadian.

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

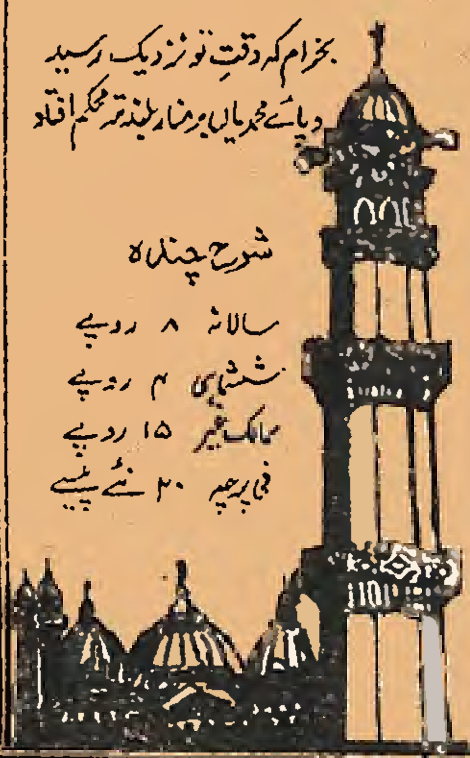

شرح چندہ
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے
ممالک غیر ۱۵ روپے
فی پرچہ ۲۰ نئے پیسے

۲۰ صفر ۱۳۸۹ھ | ۸ ہجرت ۱۳۴۸ ہش | ۸ مئی ۱۹۶۹ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۶ ہجرت (مئی)۔ کئی روز سے اخبار الفضل یہاں موصول نہیں ہو رہا۔ اسلئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے بارے میں کوئی باضابطہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ البتہ ہفتہ زیر اشاعت میں بعض درویش جو پاسپورٹ پر ربوہ گئے تھے اور واپس آئے ہیں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ حضور انور کی صحت بفضلہ تعالےٰ اچھی تھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

★ — محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ خود محترم صاحبزادہ صاحب اڑیسہ کے تبلیغی دورے پر ہیں۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت واپس لائے آمین۔

★ — حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل مع جملہ درویشان بفضلہ تعالےٰ خیریت سے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔

افسوس صدر جمہوریۂ ہند ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب انتقال فرما گئے

ملک بھر میں صفِ ماتم

قادیان میں ماتمی جلسہ اور احباب جماعت کی شمولیت

قادیان ۳ مئی۔ یہ خبر ملک بھر میں غم و اندوہ کے ساتھ سُنی گئی کہ آج صبح ۱۱ بجکر ۲۰ منٹ پر صدر جمہوریۂ ہند جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب دل کے دورے کے ساتھ دلی میں انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

جونہی یہ افسوسناک خبر آل انڈیا ریڈیو سے سُنی گئی ملک بھر میں گہرے رنج و غم کی لہر دوڑ گئی۔ جناب ناظر صاحب اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حکم سے اُسی وقت انجمن کے ماتحت جملہ ادارے بند کر دیئے گئے۔ اور اگلے روز ۴ مئی کو بھی بند رہنے کا اِعلان کر دیا گیا۔

صدر جمہوریہ جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب حال ہی میں ناگالینڈ، آسام وغیرہ کے دورے سے واپس تشریف لائے تھے۔ اور آپ کی صحت ناساز تھی۔ معمول کے مطابق متعلقہ ڈاکٹر طبی معائنہ کرنے کے لئے آئے۔ آپ غسلخانہ گئے اور سر چکراتا محسوس کرتے ہوئے واپس کمرے میں آئے اور دِل کا دورہ پڑنے پر تھوڑی دیر بعد داعئ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ ہر چند کہ ڈاکٹروں نے ۲۰ منٹ تک مصنوعی تنفس دلانے کی کوشش کی مگر وہ ناکام رہے۔ آپ کے انتقال کے وقت آپ راشٹرپتی اور وزیر اعظم راجدھانی میں موجود نہ تھے۔ آپ راشٹرپتی وی۔ وی گری بھوپال میں تھے، اطلاع ملنے پر فی الفور دہلی پہنچ گئے اور تیسرے پہر قائم مقام راشٹرپتی کے طور پر حلف لیا۔ وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی بھی بیکانیر کے دورے پر تھیں۔ اطلاع ملنے پر آپ بھی بذریعہ ہوائی جہاز دلی تشریف لے آئیں۔ اخبارات میں شائع شدہ سرکاری فیصلے کے مطابق تیرہ ۱۳ دن تک سرکاری اور قومی طور پر سوگ منایا جائے گا۔ اِس مدت کے دَوران میں تمام جھنڈے سرنگوں رہیں گے۔

اِس افسوسناک خبر کے سلسلے میں مقامی طور پر قادیان میں میونسپل کمیٹی کے زیر اہتمام سوا سات بجے شام ڈاک خانہ کے سامنے اہالیانِ قادیان کی طرف سے ایک ماتمی جلسہ منعقد ہوا جس میں جماعت کے احباب نے بھی بھاری تعداد میں شرکت کی۔ جلسہ میں متفقہ طور پر جو تعزیتی قرار داد پاس کی گئی اس کی پُر زور تائید مکرم حکیم بدر الدین صاحب عامل جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان نے جماعت کی نمائندگی کرتے ہوئے کی۔ اور اظہارِ تعزیت کے طور پر مکرم گیانی عبداللطیف صاحب نے پنجابی میں مختصر مگر جامع تقریر کی جس میں صدر جمہوریہ کی وفات پر جماعت کی طرف سے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے آپ کی قومی اور ملکی خدمات پر مفصل روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ موت فوت کا سلسلہ زندہ انسانوں کے لئے ایک چیتاونی ہے کہ ہر شخص نے ایک نہ ایک دن اس دنیا کو چھوڑ جانا ہے۔ اگر کام آتے ہیں تو انسان کے نیک عمل۔ اِس لئے جتنے دن زندگی کے ملیں نیکی کمانے اور اپنے پیچھے اچھا ذکر چھوڑ جانے کی کوشش کی جائے۔ جلسے میں دو ۲ منٹ خاموش کھڑے رہ کر تمام حاضرینِ جلسہ نے فوت ہونے والے صدر کے حق میں اظہارِ تعزیت کیا۔

ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب ہندوستان میں سیکولرزم کی واضح علامت سمجھے جاتے تھے۔ ذاتی طور پر مرنجانِ مرنج طبیعت کے مالک، علم دوست، ماہرِ تعلیم اور ایک اچھے معلّم گردانے جاتے تھے۔ آپ نے ملک کی خدمت کا خاص موقعہ پایا۔ علیگڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر رہے اور پھر بہار کے گورنر بنے۔ جامعہ ملیہ کی بنیاد رکھی، جو اب ایک عظیم یونیورسٹی کے طور پر بن چکا ہے۔ اور آپ کی بہتر یادگار رہے گا۔ آپ ۸ فروری ۱۸۹۷ء میں حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ علیگڑھ یونیورسٹی سے گریجوایشن کیا۔ اور بعد میں یونیورسٹی آف برلن سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی سند حاصل کی۔ ۱۹۲۰ء سے گاندھی جی کے ساتھ مل کر ملک کی آزادی کے لئے جد و جہد میں لگ گئے۔ جولائی ۱۹۵۷ء میں بہار کے گورنر مقرر ہوئے۔ مئی ۱۹۶۲ء میں بھارت کے اُپ راشٹرپتی بنے۔ اور مئی ۱۹۶۷ء میں بھارت کے راشٹرپتی (صدر جمہوریہ) منتخب ہوئے۔ اس طرح آپ ملک کے اس جلیل القدر عہدہ پر عرصہ دو ۲ سال تک فائز رہے اور اسی خدمت کے دَوران میں داعئ اجل کو لبیک کہا۔

آپ نے اپنے پیچھے اپنی بیگم، دو ۲ لڑکیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑے ہیں۔ آپ کا کوئی بیٹا نہیں تھا۔ ملک کی کئی مقتدر سیاسی ہستیوں کے پے در پے انتقال کر جانے کے بعد آپ ان معدودے چند افراد میں سے تھے جنہیں صفِ اوّل کے سیاست دان اور پُرانے تجربہ کار کہا جا سکتا ہے۔ اُن کے جُدا ہو جانے سے ملک کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے ——— خدا بہتری کے سامان کرے۔ اور ملک میں سیاسی مدبّروں کے گذرتے جانے کی وجہ سے جو خلا پیدا ہوتا جا رہا ہے اس کو پُر کر کے قومی اور ملکی نقصان کی تلافی فرمائے ——— اور ——— ملک کو ایسا سربراہ عطا فرمائے ——— جو سب کے حقوق کی نگہداشت کرنے والا اور اُن کا خیر خواہ ہو۔

نئی دہلی ۵ مئی۔ صدر جمہوریہ کا جنازہ بڑے اعزاز کے ساتھ جلوس کی شکل میں راشٹرپتی بھون سے جامعہ ملیہ لے جایا گیا۔ اور سرکاری اعزاز کے ساتھ رات ۸½ بجے شام سپرد خاک کر دیا گیا۔ میت کو جب جامعہ ملیہ میں قبر میں اتارا گیا تو قومی بگل بجائے گئے، ماتمی دھن بجائی گئی اور ۲۱ توپوں نے سلامی دی۔ آخری دیدار کے لئے ملک کے لاکھوں لوگوں کے علاوہ بہت سی غیر ملکی شخصیتیں بھی موقع پر موجود تھیں۔

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۸ ہجرت ۱۳۴۸ ہش

کل کے لئے آج تیاری

اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور عالمگیر رُوحانی غلبہ اور سر بلندی کے بارے میں کسی دُوسرے مسلمان کو شک ہو تو ہو۔ مگر ہر احمدی کا دِل اس یقین سے پُر ہے کہ اِسلام کے لئے یہ مبارک دن عنقریب آنے والا ہے۔ اور کہ یہ رُوحانی سر بلندی احمدیت ہی کے ذریعہ ظاہر ہونے والی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہر احمدی دِل سے اس بات کا بھی متمنّی ہے کہ حبیبِ خدا صلّے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دی گئیں) یہ بشارات اور مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے الہامات اور تشریحات کے ذریعہ جن کی تجدید ہوئی وہ جلد از جلد پُوری ہوں۔ بلکہ جماعت کے بیشتر احباب اسی امر کی تمنّا رکھتے ہیں کہ خدا کرے کہ ان کی زندگی ہی میں ایسے مراد یابی کے دن بھی آئیں ——— !!

بلا شبہ یہ ایک مبارک تمنّا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت جو دنیا کا کثیر حصّہ اِسلام کے منوّر چہرے سے بے خبر ہے، اور اس کی پُر امن حیات بخش تعلیمات سے ناآشنا ہے اور محض عدمِ علم کے سبب اس سے دُور دُور ہے، خدائی وعدہ کے مطابق وہ وقت بہت جلد آئیگا جب دنیا کی آنکھیں کھلیں گی اور اِسلام کی طرف اس کی رغبت بڑھے گی۔ اور اس شجرۂ طیبہ کے سایہ تلے آجانے کی جلد کوشش کرے گی ——— لیکن اِس تمنّا کے ساتھ وہ اہم ذمہ داریاں بھی بطور لازمہ ضروریّہ کے ہیں جن سے عُہدہ برآ ہونے کے لئے ہر احمدی کو ابھی سے جدّ و جہد کرنے کی ضرورت ہے۔

احبابِ جماعت اس وقت کا ذرا تصوّر تو کریں جب چاروں طرف سے اِسلام کی طرف دنیا کا رجحان تیزی سے بڑھنے لگا، ہر طرف سے اس قسم کی آوازیں آنے لگیں کہ ہمیں دینِ اِسلام سے رُوشناس کراؤ، ہمیں اس کی مبارک تعلیمات بتاؤ ——— !! اندازہ کیجئے کس قدر مُعلّمین کی اس وقت ضرورت ہوگی ——— ؟ چونکہ قرآن کریم تمام علومِ رُوحانی کا منبع اور اِسلامی تعلیمات کا خزانہ ہے اسلئے حضرت امام ہمام ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بڑی ہی تاکید کے ساتھ جماعت کو قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کی طرف متوجہ فرما رہے ہیں۔

بدر کی گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں حضور کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ شہادت (اپریل) شائع ہوا تھا۔ یہ خطبہ بھی قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کے بارے میں نہایت اہم ہدایات پر مشتمل ہے۔ امید ہے کہ احباب نے اس کا مطالعہ کیا ہوگا۔ اور اس کے مطابق اپنے یہاں کوئی عملی پروگرام مرتّب کرکے ارشاداتِ عالیہ کی تعمیل کا آغاز کر دیا ہوگا۔ حضور نے جماعت کے ہر فرد کو خصوصی طور پر اس میں خطاب فرمایا ہے۔ انصار اللہ سے لے کر اطفال الاحمدیہ کی تنظیم کو اور لجنہ اماء اللہ کو بحیثیت جماعت کی خواتین سے لے کر ناصرات الاحمدیہ کی نو عمر بچیوں تک کو علیحدہ علیحدہ ہدایات دی ہیں۔ اور بڑے زور کے ساتھ اس مہم میں لگ جانے کی تاکید فرمائی۔

حضور فرماتے ہیں :-

"میں چاہتا ہوں کہ ہم پوری طاقت کے ساتھ پوری ہمّت کے ساتھ انتہائی کوشش کے ساتھ تعلیم القرآن کے اس دُوسرے دَور میں داخل ہوں اور خدا کرے کہ کامیابی کے ساتھ (جہاں تک موجودہ احمدیوں کا تعلق ہے) اس سے باہر نکلیں۔

ویسے یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ کیونکہ نئے بچے، نئے افراد، نئی جماعتیں اور نئی قومیں اسلام میں داخل ہوں گی۔ اور اِسلام ساری دُنیا میں غالب آئے گا تو ساری دنیا کا معلّم بننے کی تربیت آپ ہی کو حاصل کرنی چاہیئے۔ خدا جانتے آپ میں سے کس کو یہ توفیق ملے کہ وہ ساری دُنیا میں تعلیم القرآن کی کلاسیں کھولنے کا کام کرے۔ لیکن اگر ہم آج تیاری نہ کریں تو اس وقت اُس ذمہ داری کو جو اُس وقت کی ذمہ داری ہوگی ہم نباہ نہیں سکیں گے"

اس سلسلہ میں سب سے پہلے تو حضور نے موصی حضرات کو بطورِ خاص مخاطب کرکے انہیں اُن کی اہم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے :-

"ہر وہ شخص جو موصی ہے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔ قرآن کریم کا ترجمہ جانتا ہو۔ قرآن کریم کی تفسیر پڑھنے کی کوشش کرتا رہتا ہو۔ اور اگر پہلے غفلت ہو چکی ہو تو اس غفلت کو دُور کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چھ مہینے کا عرصہ کافی ہے۔ چھ مہینے کے اندر اندر ہر موصی کو اس کی استعداد کے مطابق قرآن کریم آجانا چاہیئے"

بلکہ حضور نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ :-

"اگر کوئی موصی یہ سمجھتا ہو کہ اس وقت میری عمر ۷۵ سال ہے اور آج تک میں نے کبھی پڑھنے کی کوشش نہیں کی اگر میں اب قرآن کریم پڑھنا اور سیکھنا شروع کر دوں تو میں اُسے ختم نہیں کر سکتا، تو میں اس کو کہوں گا کہ ...... اگر تم قرآن کریم پڑھنا یا اس کا ترجمہ سیکھنا یا اس کی تفسیر سیکھنا شروع کرو گے تو اگر ایک آیت پڑھنے کے بعد تم اِس دُنیا سے رخصت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں وہی جزاء دے گا جو اس نے اُن لوگوں کے لئے مقدّر کی ہے جن کو اس کی طرف سے سارا قرآن کریم ناظرہ پڑھنے یا اس کا ترجمہ سیکھنے اور اس کی تفسیر جاننے کی توفیق ملی۔ کیونکہ جو کوشش بدنیتی کی وجہ سے نہیں بلکہ آسمانی فیصلہ کے نتیجہ میں بظاہر بند ہوتی نظر آتی ہے وہ بند نہیں ہوا کرتی، اپنی جزاء کے لحاظ سے وہ کوشش اور وہ عمل اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس کی قدرت، کاملہ میں جاری ہی سمجھا جاتا ہے ———"

پھر حضور نے انصار اللہ کو خطاب فرماتے ہوئے فرمایا :-

"انصار اللہ کو آج میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے طوعی اور رضاکارانہ چندوں کی ادائیگی میں سُست ہو چکے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ آپ کو چُست ہو جانے کی توفیق عطا کرے) لیکن مجھے اس کی اتنی فکر نہیں جتنی اس بات کی فکر ہے کہ آپ ان ذمہ داریوں کو ادا کریں جو تعلیم القرآن کے سلسلہ میں آپ پر عاید ہوتی ہیں۔

قرآن کریم کی تعلیم کے سلسلہ میں آپ پر دو ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

خداشناسی

ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تمام سعادتمندیوں کا مدار خداشناسی پر ہے۔ اور نفسانی جذبات اور شیطانی محرکات سے روکنے والی صرف ایک ہی چیز ہے جو خدا کی معرفت کاملہ کہلاتی ہے جس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ خدا ہے۔ وہ بڑا قادر ہے۔ وہ ذو العذاب الشدید ہے۔ یہی ایک نسخہ ہے جو انسان کی متمردانہ زندگی پر ایک بھسم کرنے والی بجلی گراتا ہے۔ پس جب تک انسان آمنتُ باللہ کی حدود سے نکل کر عرفتُ اللہ کی منزل میں قدم نہیں رکھتا اس کا گناہوں سے بچنا محال ہے۔ اور یہ بات کہ ہم خدا کی معرفت اور اس کی صفات پر یقین لانے سے گناہوں سے کیونکر بچ جائیں گے ایک ایسی صداقت ہے جس کو ہم جھٹلا نہیں سکتے ہمارا روزانہ تجربہ اس امر کی دلیل ہے کہ جس سے انسان ڈرتا ہے اس کے نزدیک نہیں جاتا۔ مثلاً جب کہ یہ علم ہے کہ سانپ ڈس لیتا ہے اور اس کا ڈسا ہوا ہلاک ہو جاتا ہے تو کون دانشمند ہے جو اس کے منہ میں اپنا ہاتھ دیتا تو درکنار کبھی ایسے سوٹے کے نزدیک بھی جانا پسند کرے جس سے کوئی زہریلا سانپ مارا گیا ہو۔ اسے خیال ہوتا ہے کہ کہیں اس کے زہر کا اثر اس میں باقی نہ ہو۔ اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ فلاں جنگل میں شیر ہے تو ممکن نہیں کہ وہ اس میں سفر کر سکے یا کم از کم تنہا جا سکے۔ بچوں تک میں یہ مادہ اور شعور موجود ہے کہ جس چیز کے خطرناک ہونے کا ان کو یقین دلایا گیا ہے وہ اس سے ڈرتے ہیں۔

پس جب تک انسان میں خدا کی معرفت اور گناہوں کے زہر کا یقین پیدا نہ ہو کوئی اور طریق خواہ کسی کی خودکشی ہو یا قربانی کا خون، نجات نہیں دے سکتا۔ اور گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں کر سکتا۔ یقیناً یاد رکھو کہ گناہوں کا سیلاب اور نفسانی جذبات کا دریا بجز اس کے رک ہی نہیں سکتا۔ کہ ایک چمکتا ہوا یقین اس کو حاصل ہو کہ خدا ہے۔ اور اس کی تلوار ہے جو ہر ایک نافرمان پر بجلی کی طرح گرتی ہے۔ جب تک یہ پیدا نہ ہو گناہ سے بچ نہیں سکتا...... جہاں یہی معرفت اور چمکتا ہوا یقین خدا پر ہو وہاں ممکن نہیں کہ گناہ رہے ——— !!" (الحکم ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء)

خطبہ جمعہ

مذہب کی اصل غرض یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی محبت کو حاصل کرے

اِس مقام کو پانے اور مقامِ عبودیت پر قائم ہو جانے کا ایک اہم وسیلہ استقامت ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۱ تبلیغ ۱۳۴۸ ہش بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:-

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى
اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ
(حٰمٓ السجدہ آیت ۷)

اس کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں فرماتا ہے

کہ تو دنیا میں یہ اعلان کر دے کہ میں بھی تمہاری طرح کا ہی ایک انسان ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے پر کامل وحی کی ہے جس کی غرض یہ ہے کہ انسان کا اپنے رب کے ساتھ ایک پختہ اور حقیقی تعلق قائم ہو جائے۔ تمہاری طرح کا ایک انسان ہونے کے باوجود میں نے اللہ تعالیٰ کی اس تعلیم پر عمل کر کے اور خدا تعالیٰ کے منشار اور اس کی رضا کے تقاضوں کو پورا کر کے اس سے ایک پختہ اور سچا اور حقیقی تعلق پیدا کر لیا ہے اسی طرح تم بھی ایک پختہ تعلق اپنے رب سے پیدا کر کے اس کی رضا اور اس کی رحمت کو حاصل کر سکتے ہو۔

پس شریعتِ اسلامیہ کے نزول کی اصل غرض بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ تمام مذاہب کے نزول تمام صحفِ سماوی کے نزول اور

تمام انبیاء کی بعثت کی غرض

یہی ہوتی ہے کہ انسان اپنی استعداد اور قوت کے مطابق اپنے رب سے ایک تعلق جو حقیقی ہو۔ جس میں کوئی فساد نہ ہو۔ جو سچا ہو قائم کرے۔ انسانی قوتوں کی بہترین نشوونما کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایک اعلیٰ اور ارفع شریعت نازل ہوئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی نے یہ ثابت کیا کہ اس شریعت پر عمل پیرا ہو کر انسان کا اپنے رب کے ساتھ اس قسم کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے کہ انسان اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں اس کی ہر قسم کی رحمتوں اور اس کی ہر قسم کی رضا کا وارث بن جاتا ہے۔ اور ایک ایسی زندگی پاتا ہے جس سے بہتر کوئی زندگی نہیں ہو سکتی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح میں نے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو حاصل کیا ہے اسی طرح تم بھی اگر چاہو تو ان نعمتوں کو حاصل کر سکتے ہو۔ شرط یہ ہے کہ تم اپنے خدائے واحد و یگانہ کی معرفت حاصل کر لو۔ اور اس کی عظمت اور جلال کے تقاضوں کو پورا کرو۔ اور جب تم اس سے ایک دفعہ تعلق قائم کر لو تو پھر تمہارے پاؤں میں لغزش نہ آئے۔ تمہیں استقامت کا مقام حاصل ہو۔ تمہیں صبر کا مقام حاصل ہو تو تم بھی میری طرح اپنی اپنی استعداد کے مطابق اپنے رب کی نعمتوں کے وارث ہو جاؤ گے لیکن اس بات کو یاد رکھو کہ جس طرح میں ایک بشر ہوں تم بھی بشر ہو اور بشری کمزوریوں کے ضرر سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ کی مغفرت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے وَاسْتَغْفِرُوْهُ

تم کثرت کے ساتھ استغفار کرو

اور اتنی کثرت کے ساتھ استغفار کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری بشری کمزوریوں کو ڈھانپ لے اور جب تمہاری تمام بشری کمزوریاں خدا تعالیٰ کی مغفرت کی چادر کے نیچے چھپ جائیں گی تو تمہاری تمام بشری قوتیں اور استعدادیں خدا تعالیٰ کے حکم سے صحیح نشوونما پائیں گی۔ اور تم خدا تعالیٰ کے قرب کو حاصل کر لوگے

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ (البقرہ آیت ۲۰۸)

کہ یہ حکم سننے کے بعد کہ ایک کامل اور مکمل شریعت کا نزول ہو چکا اور ایک حقیقی اور سچے تعلق باللہ کا سامان ہو گیا اس لئے اے نوعِ انسان فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ۔ آنحضرت صلعم کی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا جنہوں نے اپنے نفوس کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے حصول کے لئے بیچ ہی ڈالا اور عمر بھر کا سودا کر لیا۔ یہ نہیں کہ آج ایک عہد باندھا اور کل اسے توڑ دیا۔ یہ نہیں کہ آج تو اپنے رب سے ایک سودا کیا اور کل اسے فسخ کر دیا۔ بلکہ عمر بھر کے لئے انہوں نے اپنی جانوں اور اپنے نفوس کا اپنے رب کی رضا کے لئے سودا کر لیا اور اس طرح پر انہوں نے اپنے اس رب کی رافت اور رحمت کے جلوے دیکھے۔ جو ان لوگوں کے لئے رؤوف ہے جو اس کے حقیقی بندے بن جاتے ہیں۔ اور اس قدر حسین جلوے دیکھے کہ ان کی وجہ سے امم سابقہ امتِ مسلمہ پر رشک کریں۔

جس نفس کے سودے کا یہاں ذکر ہے

اس کی حقیقت یہ ہے

کہ انسان کو جو اندرونی اور بیرونی اعضاء دئے گئے ہیں۔ اسے جو باطنی اور ظاہری قوتیں اور استعدادیں عطا ہوئی ہیں وہ اس غرض کے لئے ہیں کہ انسان اپنے رب سے سودا کرے یعنی یہ عطاء چاہے وہ ظاہری اعضاء کے لحاظ سے ہو یا باطنی اور روحانی قوتوں اور استعدادوں کے لحاظ سے ہو۔ ہے ہی اس غرض کے لئے کہ انسان اپنے رب سے ایک زندہ اور سچا تعلق پیدا کرے اور اس کی نعمتوں کا وارث بنے

جو قوتیں اور استعدادیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کی ہیں ان کی اصل غرض یہی ہے کہ ایک تو اسے اللہ تعالیٰ کی کامل معرفت حاصل ہو جائے۔ دوسرے اس معرفت کے نتیجہ میں حقیقی پرستش اور عبودیت پر دوام اسے مل جائے۔ اور تیسرے اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان کے جلوے دیکھنے کے بعد وہ اس کی محبت میں فنا ہو جائے۔ انسانی فطرت بھی اس کی گواہی دیتی ہے اور اس پر شاہد ہے کہ انسان نے جب بھی اپنے اعضاء کو جو خدا تعالیٰ کی عطا ہیں اور اپنی قوتوں اور استعدادوں کو جو روحانی ارتقاء کے لئے اسے دی گئی تھیں غلط اصول پر استعمال کیا تو اس کے نفس نے تسلی نہیں پائی ہم

ایک موٹی مثال

لے لیتے ہیں۔ آج کی دنیا میں انسان نے خداداد قوتوں اور طاقتوں کے استعمال سے ذرے کی طاقت کا جسے اٹامک انرجی Atomic Energy کہتے ہیں کا علم حاصل کیا یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک ذرے میں جو قوت چھپا رکھی تھی انسان نے خدا تعالیٰ کی دی ہوئی عقل، فراست اور [illegible] [illegible] [illegible] بھی اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہی [illegible] پیدا ہوتی [illegible] نتیجہ میں [illegible] کیا۔ لیکن [illegible] کا ایک حد تک صحیح استعمال کیا یعنی [illegible] استعمال کیا وہاں بڑے فوائد

منظوم کلام

درسِ توحید

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اس میں وہ کیا نہیں
سورج پہ غور کر کے نہ پائی وہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اس یار سا نہیں
واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں
سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اسی کو یارو بتوں میں وفا نہیں
اس جائے پُرعذاب سے کیوں دل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بستاں سرا نہیں

ایک اس کا استعمال اس رنگ میں بھی کیا کہ وہ انسان کی ہلاکت کا موجب بن جائے۔ اب دیکھو یہ ایک قوت ہے اور ہمیں نظر آرہا ہے کہ انسان نے اس کا ایک حد تک غلط استعمال کیا ہے۔ اور اس غلط استعمال یا غلط استعمال کے امکان کے خلاف وہ لوگ بھی آئے دن مظاہرے کر رہے ہیں جو خدا تعالیٰ کے بھی منکر ہیں۔ ایٹمی قوت کے غلط استعمال کے خلاف یہ مظاہرے اس بات پر شاہد ہیں اور ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ انسانی فطرت ان چیزوں کو پسند نہیں کرتی۔ ابھی ان لوگوں کو خدا تعالیٰ کی ہستی کا علم نہیں ابھی انہوں نے اس کا عرفان حاصل نہیں کیا۔ اس کے باوجود ان کے اندر سے یہی آواز نکل رہی ہے کہ ان قوتوں اور استعدادوں کو غلط طریق پر استعمال نہیں کرنا۔ انہیں اس کے صحیح استعمال کا پتہ بھی نہیں لیکن اس کے غلط استعمال کے خلاف احتجاج جاری ہے۔ اسی طرح اور ہزاروں مثالیں ہیں کہ جب انسان اپنے اندرونی اور بیرونی اعضاء کو یا اپنی ظاہری اور باطنی قوتوں اور استعدادوں کو اس رنگ میں استعمال کرتا ہے کہ وہ اپنے رب سے دور ہو جاتا ہے تو انسانی فطرت اندر سے اس کے خلاف احتجاج کرتی ہے اور کہتی ہے کہ تم یہ کیا کر رہے ہو۔ اور یہ اس بات پر شاہد ہے کہ یہ تمام نعمتیں اور قوتیں اور طاقتیں اور استعدادیں انسان کو اس لئے ملیں کہ وہ اس مقصد کو حاصل کرے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اسے حاصل ہو جائے

اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا دائمی مقام

اسے حاصل ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان کے جلوے دیکھ کر اس کی محبت کا شعلہ اس طور پر انسان کے صحنِ سینہ میں بھڑکے کہ اس کا وجود بالکل فنا ہو جائے کیونکہ اس کے بغیر وہ دلی سکون اور اطمینان اور خوشحال زندگی کا احساس اپنے اندر نہیں پاتا

اس مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت سے وسائل بتائے ہیں اور مختلف طریقوں سے اس نے ہمیں یہ سمجھایا ہے کہ تم یہ کرو اور وہ کرو تب تم اس مقصد کو حاصل کر سکو گے جس مقصد کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے۔ جس مقصد کے لئے تمہیں خاص قسم کے اعضاء اور خاص قسم کی طاقتوں والے اعضاء دیئے گئے ہیں۔ اور جس مقصد کے حصول کے لئے تمہیں اخلاقی اور روحانی قوتیں طاقتیں اور استعدادیں عطا کی گئی ہیں

اس مقصد یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول، اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول اور

مقام عبودیت پر قائم ہونے کا ایک وسیلہ

خدا تعالیٰ نے استقامت بتایا ہے یعنی ایک دفعہ اس کے ہو گئے تو پھر عمر بھر کے لئے اسی کے ہو گئے۔ پھر دنیا کی کوئی طاقت، دنیا کی کوئی مخالفت، دنیا کی کوئی ایذا رسانی، دنیا کا کوئی دکھ اور دنیا کی کوئی شے بھی اس تعلق کو قطع کرنے میں کامیاب نہ ہو۔ استقامت کے یہی معنی ہیں اور اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے، جو ہم نے شروع میں پڑھی تھی۔ یعنی خالی زبان سے یا نیم معرفت سے توحیدِ باری، ذاتِ باری اور صفاتِ باری کی معرفت حاصل نہیں کرنی چاہیئے بلکہ فَاسْتَقِیْمُوْا اِلَیْہِ تم نے یہ معرفت ایسے اعمال سے حاصل کرنی ہے جو صحیح بھی ہوں اور درجہ بدرجہ اس کی طرف لے جانے والے بھی ہوں۔ انسان پختگی کے ساتھ اس پر کھڑا ہو جائے اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ تم اسے اپنی طاقت سے حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لئے تم خدا تعالیٰ کی معرفت چاہو تا اسے حاصل کر سکو۔

قرآن کریم نے اس مقصد کے حصول کے لئے کہ جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے بہت سے وسائل ہمیں بتلائے ہیں بالفاظ دیگر اس نے انسان کو بہت سے وسائل بتائے ہیں کہ جن کے ذریعہ اسے

اللہ تعالیٰ کی معرفت

اور اس کا عرفان حاصل ہو۔ وہ علیٰ وجہ البصیرت یہ یقین کرے کہ اللہ واقعہ میں موجود ہے دہریت کا ذرہ بھی اس کے اندر باقی نہ رہے اور وہ اس یقین پر قائم ہو کہ خدا واحد ہے اور شرک کا کوئی پہلو اس کی فطرت کے اندر باقی نہ رہے اور وہ یہ یقین کرے کہ اللہ وہ ذات ہے جو تمام صفاتِ حسنہ سے متصف ہے اور اللہ وہ ذات ہے جس کے اندر کسی کمزوری اور نقص اور ناپاکی کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ یعنی جس معنی میں اسلام اور قرآن کریم نے اللہ کو پیش کیا ہے اس اللہ کی معرفت اسے حاصل ہو جائے اور اس کی عظمت اور جلال کے نتیجہ میں انسان عبد بننے کی طرف مائل ہو۔ عبد بننے کی کوشش کرے اور پھر قرآن کریم کی بتائی ہوئی راہوں کو اختیار کر کے عبد بن جائے۔ اور اس مجاہدہ کے نتیجہ میں جو اسلام نے بتایا ہے وہ خدا تعالیٰ کے حسن اور اس کے احسان کے جلووں کو اپنی زندگی میں پائے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اسے حاصل ہو اور وہ اس کا عاشق ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اسے حاصل ہو اور وہ اس کا محبوب بن جائے۔ اس طرح اس کا مقصد اسے حاصل ہو۔ اس مقصد کے حصول کی جو راہیں بتائی گئی ہیں

ان میں سے ایک استقامت ہے

یعنی جب رشتہ جوڑا تو پھر طوفان، آندھیاں زلزلے، ساری دنیا کی نفرت اور ساری دنیا کی کوشش اس رشتہ کو توڑنے میں کامیاب نہ ہو۔ ایک دفعہ اس پیارے کے پیار میں گم ہوئے تو پھر اس محبت کے سمندر سے سر باہر نہیں نکالنا۔ یہ ہے استقامت۔ اور جب تک استقامت حاصل نہ ہو یعنی ہمیشہ کے لئے پختہ عہد نہ ہو اس وقت تک ہم اللہ تعالیٰ کے دائمی فضلوں کو حاصل نہیں کر سکتے۔ اور اس آخری کامیابی اور فلاح کے وارث نہیں بن سکتے جس کا وعدہ اس نے اسلام کو دیا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وسیلہ کے متعلق فرماتے ہیں:-

"چھٹا وسیلہ اصل مقصود پانے کے لئے استقامت کو بیان فرمایا گیا ہے۔ یعنی اس راہ میں درماندہ اور عاجز نہ ہو اور تھک نہ جائے اور امتحانوں سے ڈر نہ جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور باطل خداؤں سے الگ ہو گئے پھر استقامت اختیار کی۔ یعنی طرح طرح کی آزمائشوں اور بلا کے وقت ثابت قدم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور مت غمگین ہو اور خوش ہو اور خوشی میں بھر جاؤ کہ تم اس خوشی کے وارث ہو گئے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ ہم اس دنیوی زندگی میں اور آخرت میں تمہارے دوست ہیں اس جگہ ان کلمات سے یہ اشارہ فرمایا کہ استقامت سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ یہ سچ بات ہے کہ استقامت فوق الکرامت ہے۔ کمال

استقامت یہ ہے

کہ چاروں طرف بلاؤں کو محیط دیکھیں اور خدا کی راہ میں جان اور عزت اور آبرو کو معرضِ خطر میں پاویں اور کوئی تسلی دینے والی بات موجود نہ ہو یہاں تک کہ خدا تعالیٰ بھی امتحان کے طور پر تسلی دینے والے کشف یا خواب یا الہام کو بند کر دے اور ہولناک خوفوں میں چھوڑ دے اس وقت نامردی کو نہ دکھلاویں اور بزدلوں کی طرح پیچھے نہ ہٹیں اور وفاداری کی صفت میں کوئی خلل پیدا نہ کریں صدق اور ثبات میں کوئی رخنہ نہ ڈالیں۔ ذلت پر خوش ہو جائیں۔ موت پر راضی ہو جائیں اور ثابت قدمی کے لئے کسی دوسرے دوست کا انتظار نہ کریں کہ وہ سہارا دے۔ نہ اس وقت خدا کی بشارتوں کے طالب ہوں کہ وقت نازک ہے اور باوجود سراسر بیکس اور کمزور ہونے کے اور کسی تسلی کے نہ پانے کے سیدھے کھڑے ہو جائیں اور ہرچہ بادا باد کہہ کر گردن کو آگے رکھ دیں۔ اور قضا و قدر کے آگے دم نہ ماریں اور ہرگز بے قراری اور جزع فزع نہ دکھلاویں۔ جب تک آزمائش کا حق پورا ہو جائے۔ یہی استقامت ہے جس سے خدا ملتا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کی رسولوں اور نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کی خاک سے اب تک خوشبو آ رہی ہے۔ اسی کی طرف اللہ جلّ شانہٗ اس دعا میں اشارہ فرماتا ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ یعنی اے ہمارے خدا ہمیں استقامت کی راہ دکھلا وہی راہ جس پر تیرا انعام اکرام مترتب ہوتا ہے اور تو راضی ہو جاتا ہے۔ اور اسی کی طرف اس دوسری آیت میں اشارہ فرمایا رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ۔ اے خدا اس مصیبت میں ہمارے دل پر وہ سکینت نازل کر جس سے صبر آجائے اور ایسا کر کہ ہماری موت اسلام پر ہو۔ جاننا چاہیئے کہ دکھوں اور مصیبتوں کے وقت میں خدا تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کے دل پر ایک نور اتارتا ہے جس سے وہ قوت پا کر نہایت اطمینان سے مصیبت کا مقابلہ کرتے ہیں اور حلاوتِ ایمانی سے ان زنجیروں کو بوسہ دیتے ہیں جو اس کی راہ میں ان کے پیروں میں پڑیں۔ جب با خدا آدمی پر بلائیں نازل ہوتی ہیں اور موت کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے رب کریم سے خواہ نخواہ کا جھگڑا شروع نہیں کرتا کہ مجھے

ان بلاؤں سے بچا کیونکہ اس وقت عافیت کی دعا میں اصرار کرنا خدا تعالیٰ سے لڑائی اور موافقتِ تامہ کے مخالف ہے۔ بلکہ سچا محب بلا کے اترنے سے اور آگے قدم رکھتا ہے اور ایسے وقت میں جان کو ناچیز سمجھ کر اور جان کی محبت کو الوداع کہہ کر

اپنے مولیٰ کی مرضی کا بکلّی تابع

ہو جاتا ہے۔ اور اسی کی رضا چاہتا ہے۔ اسی کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ۔ یعنی خدا کا پیارا بندہ اپنی جان خدا کی راہ میں دیتا ہے اور اس کے عوض میں مرضی خرید لیتا ہے۔ وہی لوگ ہیں جو خدا کی رحمت خاص کے مورد ہیں۔ غرض وہ استقامت جس سے خدا ملتا ہے، اس کی یہی روح ہے جو بیان کی گئی جس کو سمجھنا ہو سمجھے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۰۵-۱۰۷)

پس اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی رحمت اور اس کی خوشنودی اور اس کی محبت کے حصول کا ایک وسیلہ استقامت ہے یعنی جو رشتہ اس سے جوڑا وہ کسی حالت میں منقطع نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص اس طور پر استقامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی وحی کی اتباع کرے گا اور شریعت اسلامیہ کی پابندی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے حق میں وہ فیصلہ کرے گا جو اس نے انہیں بشارت کے رنگ میں بتا دیا ہے اللہ تعالیٰ سورۂ یونس میں فرماتا ہے:-

وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ (آیت ۱۱۰)

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جو وحی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اور آپ کے طفیل انسان کی حقیقی بھلائی اور ابدی مسرت کے لئے قرآن کریم کی شکل میں نازل کی گئی ہے جو شخص اس کی اتباع کرتا ہے اور صبر کا نمونہ دکھاتا ہے اور استقامت کے مقام کو مضبوطی سے پکڑتا ہے اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کے وہ وعدے اور بشارتیں پوری ہوتی ہیں جو امت مسلمہ کو دی گئی ہیں، جو ہر اس شخص کو دی گئی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت آپ کو منسوب کرتا اور قرآن کریم کا جوا اپنی گردن پر رکھتا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نزول کے بعد اتباع نبی کریم محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور

صبر اور استقامت نہایت ضروری ہے

جو شخص صبر میں کمزوری دکھاتا ہے۔ استقامت یعنی ثباتِ قدم میں کمزور ہوتا ہے بانیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر جو شریعت نازل ہوئی ہے اس کی اتباع صحیح طور پر اور صحیح رنگ میں نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں چاہتا استغفار نہیں کرتا اور خود کو کمزور پا کر اپنے رب کی قوت کا سہارا نہیں لیتا اور اپنی محبت میں اس قدر وفا کا نمونہ نہیں دکھاتا جو دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈالنے والا ہو اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کا حکم جو وعدہ کے رنگ میں اسے دیا گیا ہے نازل نہیں ہوتا اور بشارتیں پوری نہیں ہوتیں۔ لیکن جو صبر کا نمونہ دکھاتا ہے اور سچے طور پر مستقیم بن جاتا ہے اور کسی صورت میں بھی استقامت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑتا اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی بشارتیں عملی رنگ میں، اس کی زندگی میں پوری ہو جاتی ہیں اور اس دنیا میں بھی اس کے لئے ایک جنت پیدا کی جاتی ہے جس کا وہ احساس رکھتا ہے اور جس کی لذت اور جس کی مسرت سے وہ محظوظ ہوتا ہے۔

ہم سے بھی اللہ تعالیٰ نے ایک وعدہ کیا ہے

اور وہ وعدہ یہ ہے کہ اگر ہم قرآن کریم کی شریعت کی کامل اتباع کریں گے اور اخلاص کے ساتھ اسلام پر عمل پیرا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے اگر ہم یہ خواہش رکھتے ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہمارے حق میں ہماری زندگیوں میں اور ہماری نسل میں پورا ہو تو ہم پر یہ فرض ہے کہ ہم وہ نمونہ دکھائیں جو ہم سے پہلوں نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دکھایا ... ہم مستقیم بن جائیں

ہم استقامت پر ٹھوس نمونہ اسے بن جائیں

ہم کسی صورت میں کسی مصیبت کے وقت، کسی دکھ کے وقت، کسی ابتلاء کے وقت، کسی آزمائش کے وقت، کسی طوفان کے وقت، اور ساری دنیا میں حملوں کے وقت بھی اپنے خدا کے دامن کو نہ چھوڑیں حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ۔ اس وقت تک جب خدا کا حکم نازل ہو جائے۔ اگر ہم استقامت کو حاصل کر لیں تو ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ... کا فیصلہ جب نازل ہو جائے گا تو جیسا اسلام دنیا میں غالب ہو جائے گا۔ جب اللہ تعالیٰ کے وعدے ہماری زندگی میں پورے ہو جائیں گے تو ہمارے جسم کے ذرہ ذرہ سے یہ آواز نکلے گی کہ اللہ ہی خیر الحاکمین ہے وہی خیر الحاکمین ہے اس کے مقابلہ میں کسی کی حکومت اور کس کا فیصلہ چلتا ہے

خدا کرے کہ ہم حقیقی طور پر احمدی مسلمان بن جائیں

خدا کرے کہ ہم مستقیم الحال ہو جائیں خدا کرے کہ ہمارے مزاج میں وہ اعتدال پیدا ہو جائے جو اسلام انسان کے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حقیقی معرفت پیدا ہو جائے۔ ہمیں اس کے فضل سے اس کی عظمت اور اس کے جلال کے مشاہدہ کی توفیق ملے کہ جس مشاہدہ کے بعد انسان حقیقی رنگ میں، حقیقی طور پر اس کا عبد بن جاتا ہے اور عبد بن کر اس کے حسن اور اس کے احسان کے جلوے دیکھتا۔ اور پھر کامل طور پر اپنے نفس سے فانی ہو جاتا، اس کی محبت میں غرق ہو جاتا اور اسی میں محو ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس مقام کو حاصل کئے بغیر، اس استقامت کو دکھلائے بغیر اور

مخالفت کے مقابلہ میں صبر

کا مظاہرہ کئے بغیر وہ وعدے ہمارے حق میں پورے نہیں ہو سکتے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیئے ہیں۔

خدا کرے کہ اس کی توفیق سے ہم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح رنگ میں نبھانے والے ہوں۔

(الفضل ۸ شہادت ۱۳۴۸ ہش)

نیا مالی سال اور بقایا دار احباب کا فرض

صدر انجمن احمدیہ کا نیا مالی سال یکم ہجرت ۱۳۴۸ ہجری شمسی مطابق یکم مئی ۱۹۶۹ء سے شروع ہو چکا ہے۔ اور متعدد جماعتیں جن کی طرف سے گزشتہ مالی سال میں وصولی متوقع بجٹ کے مطابق نہیں ہوئی ان کو ادائیگی بقایا کیلئے تحریک ارسال کی جا چکی ہے۔ اور یہ بقایاجات ان جماعتوں کے موجودہ مالی سال کے حساب میں شامل کر کے اطلاع بھجوائی جا رہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے بقایا دار احباب اور جماعتیں اپنے مالی فرض کو ادا کرنے کی طرف فوری توجہ فرما دیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ یہ بات تو ہر شخص کو معلوم ہے۔"

نیز حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"یاد رکھو! مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ میں خدا تعالیٰ کے لئے اور اس کے دین کی اشاعت کے لئے مانگ رہا ہوں۔ اگر تم چندہ میں حصہ نہیں لوگے تو خدا خود اپنے دین کی ترقی کا سامان کر دے گا۔ ... میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دین کی ترقی میں حصہ نہ لے کر گنہگار نہ بن جاؤ۔"

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت اور عہدیداران کو فرض شناسی کی توفیق دے اور زیادہ سے زیادہ مالی قربانی کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بنائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

ایک خوشخبری

چندہ تحریک جدید ادا کرنے والوں کی فہرست نام بنام ہر ماہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کیلئے ارسال کی جاتی ہے۔ گزشتہ ... کے لحاظ سے مالی سال ختم ہو گیا ہے۔ اور تحریک جدید کے لحاظ سے نصف سال۔ نصف سال کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں رپورٹ پیش کی جا رہی ہے۔ کہ ہر جماعت کے ذمہ کس قدر بقایا چندہ تھا اور کس قدر ادا ہوا۔

امید ہے کہ ماہ رواں میں جماعتیں باقی ماندہ چندہ کی وصولی کے متعلق خاص توجہ فرمائیں گی۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وکیل المال تحریک جدید قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان ریسرچ و بے نظیر تحقیقات

از مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عین ضرورت زمانہ پر مبعوث فرمایا آپ نے آکر جو کارنامے سر انجام دیے وہ اپنی نظیر آپ ہیں۔ اس وقت ہم آپ کے ان زریں کارناموں میں سے آپ کی ریسرچ اور بعض عظیم الشان تحقیقات قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے پیش کرنا چاہتے ہیں

(۱) آپ کی ایک لاثانی تحقیق یہ ہے کہ آپ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق یہ ثابت کیا کہ خدا تعالیٰ نے ان کو صلیبی لعنتی موت سے بچا لیا تھا اور وہ خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق وہاں سے ہجرت کر کے ہندوستان میں جہاں ان کی کھوئی ہوئی بھیڑیں بستی تھیں آ گئے اور یہیں ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پا کر خانیار سری نگر کشمیر میں دفن ہوئے۔ چنانچہ وہاں ان کا مقبرہ محفوظ ہے۔ اگرچہ سر سید نے بھی لکھا تھا کہ حضرت مسیح وفات پا چکے ہیں مگر یہ محض نیچریت کے خیال سے تھا۔ لیکن حضرت اقدس علیہ السلام نے الہام پا کر روحانی طور پر اس کی خبر دی اور قرآن کریم و احادیث اور صحیح تاریخی واقعات سے اسے ایسا پایۂ تکمیل تک پہنچایا کہ قائلین حیات مسیح دم بخود رہ گئے آپ نے وفات مسیح کے ضمن میں فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي میں مذکور توفی کے معنی قبض روح پر رکھ کر اسے بطور قاعدہ کلیہ اور استقراء تام کے انعامی چیلنج کے پیش کر کے سب کے منہ بند کر دئے۔ اور وہ لاجواب رہ گئے۔ اور اس کے آگے ہتھیار ڈال دئے۔ اور کوئی عالم اس کے خلاف کوئی ایک بھی مثال پیش نہ کر سکا۔ بلکہ بعض نے اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور اس کا لوہا مان لیا۔

آپ نے اس تحقیق کے ذریعہ سے عیسائیت کا سر کچل کر رکھ دیا اور اپنا فرض منصبی کسر صلیب کر کے دکھا دیا۔ اور فرمایا کہ مسیحیت کے قصر کو گرانے کے لئے یہ حربہ ہی کافی و وافی ہے لہٰذا اس پر زور دیا جائے۔ جوں جوں اس پر زور دیا جائے گا عیسائیت کا محل گرتا چلا جائے گا۔ اس طرح آپ نے ابطال شرک اور کسر صلیب کا عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا

(۲) آپ نے یہ بھی تحقیق پیش فرمائی کہ ابن مریم کے نزول سے مراد ظاہری جسمانی طور پر آسمان سے اترنا نہیں۔ بلکہ اس سے ان کے مثیل کا ظہور و بعثت مراد ہے اور اس کے لئے آپ نے تاریخ سے مثال پیش کر کے اس کیس کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر دیا۔ آپ نے سلاطین اور ملاکی نبی کی کتاب سے دکھایا کہ ایلیا کے متعلق بھی یہ خبر ہے کہ وہ آسمان پر چڑھ گیا تھا اور یہود صادق مسیح کی آمد سے قبل اس کے نزول کے منتظر چلے آ رہے ہیں۔ مگر حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے آ کر خدا تعالیٰ سے علم پا کر یہ فیصلہ سنایا کہ ایلیا کے نزول سے مراد یحییٰ اور ان کے مثیل کی آمد و ظہور ہے۔ حضرت مسیح ابن مریم کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے مگر خود ان کا فیصلہ ہے کہ کسی کے آسمان سے نازل ہونے سے مراد اس کے مثیل کی آمد ہوتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عالم اسلام و مسیحیت کو خبردار کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کبھی بھی تا قیامت آسمان سے جسم خاکی کے ساتھ نازل نہ ہوں گے۔ اور تیسری صدی تک لوگ ان کے نزول سے ناامید ہو کر اس باطل عقیدہ کو ترک کر دیں گے۔ آنے والا موعود میں ہوں جو مسیح کے رنگ میں آیا ہوں۔

(۳) ایک تحقیق آپ نے یہ فرمائی کہ الدجال کے بارہ میں جو غلط خیالات جمے ہوئے تھے ان کا قلع قمع فرمایا۔ یہ سمجھا جاتا تھا کہ دجال کوئی عجیب الخلقت مخلوق ہے جس کے ظہور پر مسیح موعود کا آنا مقدر ہے۔ مگر آپ نے اسے باطل ثابت کر کے بتایا کہ اس سے مراد عیسائی قوم ہے۔ نیز آپ نے اعلان فرمایا کہ الدجال کے لفظ کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہی صحیح ہے۔ اسے غلط ثابت کرنے والے کیلئے آپ نے ایک ہزار روپے کا انعام مقرر فرمایا۔ اور اعلان فرمایا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے جو یہ لکھا ہے کہ الدجال دجال معہود کا خاص طور پر نام نہیں اور یہ لفظ دوسرے دجالوں کے لئے بھی مستعمل ہے غلط ہے۔ بلکہ الدجال کا لفظ احادیث میں صرف خاص دجال معہود کے لئے ہی آیا ہے۔

(۴) اس کے علاوہ آپ نے یہ بھی بتایا کہ جملہ مذاہب میں جو پیشگوئیاں موعود کے متعلق پائی جاتی ہیں مثلاً اسلام میں امام مہدی عیسائیت میں مسیح ناصری۔ ہندوازم میں کرشن جی مہاراج۔ بدھ ازم میں بدھ اور سکھوں میں برگنے بتائے گرو۔ اور زرتشتیوں میں موسیو دربہی وغیرہ کے متعلق۔ وہ الگ الگ موعودوں کے متعلق نہیں بلکہ ان سب کا مصداق ایک ہی موعود ہے جو سب کی طرف آنے والا تھا وہ اکیلا ہی موعود اقوام عالم ہے اور وہ میں ہوں۔ میں بدھوں کے لئے بدھ اور ہندوؤں کے لئے کرشن اور عیسائیوں کے لئے مسیح اور مسلمانوں کے لئے امام مہدی اور سکھوں کے لئے برگنے بتائے کا گرو۔ اسی طرح زرتشتیوں کے لئے موسیو دربہی علی ہذا القیاس دیگر اقوام کے لئے بھی ان کا موعود ہوں۔ اس طرح آپ نے اس تحقیق کو اقوام عالم کے سامنے پیش کر کے حقیقی امن کی بنیاد رکھی۔ مسلمانوں کا خیال تھا کہ امام مہدی اور مسیح موعود دو الگ الگ وجود ہیں۔ نیز امام مہدی کے متعلق ان کا عقیدہ تھا کہ وہ خونی مہدی ہے۔ آپ نے ان دونوں غلط نظریوں کو بھی باطل ثابت کر دکھایا اور زمانہ نے بھی آپ کی بات کی تائید و تصدیق کی۔

(۵) ایک تحقیق آپ نے یہ فرمائی کہ کل اقوام عالم کی طرف انبیاء آتے رہے ہیں اور کوئی قوم خدا کے ہادیوں سے خالی نہیں۔ ہندوستان میں بھی خدا کے نبی آتے رہے۔ چنانچہ رام چندر جی مہاراج اور کرشن جی مہاراج کی نبوت کا آپ نے اعلان فرمایا۔ یہ ایسا مسئلہ تھا جس پر اسی طرح آپ پر کفر کا فتوےٰ لگایا گیا جس طرح وفات مسیح اور مثیل مسیح ہونے کے دعووں پر آپ کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا تھا۔ مگر آپ نے ان لایعنی فتووں کی کوئی پرواہ نہ کی اور اپنے موقف پر مضبوطی سے قائم رہے اور پیشوایان مذاہب کے احترام کے قیام کی بنیاد ڈال کر ملکی اتحاد و حقیقی امن کو مضبوط کرنے کے لئے اس پر زور دیا۔ اور اس کے لئے "پیغام صلح" پیش فرمایا اور ہندوستان کی دو بڑی قوموں کو اس کے لئے ابھارا مگر انہوں نے آپ کی اس یگانگت و اتحاد و اتفاق و یکجہتی کی بروقت تحریک سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا بلکہ اس کی طرف سے لاپرواہ ہو کر اس کا شدید خمیازہ بھگتا اور بھگت رہے ہیں۔

(۶) آپ نے دنیا میں امن کے لئے ایک تحقیقی اصول یہ بھی پیش فرمایا کہ ہر حکومت کی رعایا اپنی حکومت کی اطاعت کرے۔ اس سے پورے تعاون سے پیش آئے اور اس کی وفادار رہے۔ مسلمانوں کے لئے بھی لازم ہے کہ وہ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ کے ماتحت مسلم یا غیر مسلم حکومت کی فرمانبرداری کریں۔ اور بغاوت کے طریقوں سے الگ رہیں کہ یہ امن کے قیام میں سخت مخل ہوتے ہیں۔ ایسا ہی آپ نے وقت کی انگریزی حکومت کی اطاعت کو فرض اور لازمی قرار دیا اور فرمایا کہ جو حکومت امن قائم کرتی اور لوگوں کو آرام و سکھ پہونچاتی ہے اس کے احسان کا بدلہ احسان سے نہ دینا غداری اور خدا تعالیٰ کی ناشکری ہے۔ مخالفین احمدیت نے آپ کو اور آپ کی جماعت کو حکومت وقت کا ٹوڈی اور خوشامدی قرار دیا مگر آپ نے اس اصول سے غیر اسلامی حکومت میں اسلام کی تبلیغ کے لئے راہ ہموار کر دی۔ آپ سے پہلے جس قدر مسلمان لیڈر پان اسلام ازم تحریک لے کر کھڑے ہوتے رہے وہ اپنی نادانی سے سب سے پہلے حکومت سے ٹکر لیتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا رہا کہ ان کی تحریک بغاوت کا شکار ہو جاتی رہی اور ناکامی کے گڑھے میں گر کر تباہ ہو جاتی رہی۔ مگر آپ نے ان کے برخلاف کامیابی کی ایک بڑی اصولی شاہراہ نکالی چنانچہ آج دنیا آپ کے اس بے نظیر اصول کی صداقت و کامیابی کی معترف ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اس زریں اصول کے بغیر دوسری حکومتوں میں لوگ جا کر نہیں رہ سکتے اور نہ ہی حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے۔ یہ اصول دنیا کا مجرب ہے جس کی طرف ان سابقہ محرکین کی نگاہ نہ اٹھتی تھی اور وہ اس کے خلاف غلط راستہ اختیار کر کے اپنی موت مر جاتے رہے

(۷) جہاد کے متعلق مسلمانوں میں خطرناک نظریہ قائم تھا جو بدامنی اور بداخلاقی کا بڑا محرک تھا۔ آپ نے آ کر اسے غلط ثابت کر کے جہاد کی اصل حقیقت ان کے سامنے رکھی اور بتایا جہاد بالسیف مشروط ہے کیونکہ اسلام کی جنگیں دفاعی ہیں۔ چونکہ موجودہ زمانہ میں جہاد بالسیف کی شرط مفقود ہے اس لئے وہ اس وقت تک حرام ہے جب تک کہ اس کی شرط نہ پائی جائے۔ نیز مسلمانوں کے پاس سامان جہاد موجود نہ ہو۔ آپ نے جہاد بالسیف کو ملتوی کر دیا اور جہاد بالقرآن پر زور دیا۔ اور اسلام کی فتح اور غلبہ کا حقیقی ذریعہ اختیار فرمایا اور غیر مسلموں کے اسلام پر اس حملہ کا کہ اسلام بجبر و بزور شمشیر پھیلا ہے، اس کا عملی جواب مہیا فرمایا اور بتایا کہ اسلام کو جو عقلی و روحانی مذہب ہے کسی تلوار و جبر کی ضرورت نہیں۔ اب وہ میرے ذریعہ سے بغیر تلوار و جبر کے ساری دنیا پر غالب آ جائے گا چنانچہ رفتہ رفتہ مخالفین نے بھی آپ کا نظریہ درست قرار دینا شروع کر دیا

(۸) مسلمانوں نے قرآن کریم میں بلاثبوت کثیر آیات ناسخ و منسوخ ہونے کا عقیدہ اپنا کر قرآنِ کریم کو ناقابلِ اعتماد قرار دے دیا تھا۔ گویا اسلام کی جڑوں پر تبر رکھ دیا تھا اس خطرناک عقیدہ کو مجددین سابق بھی پوری طرح دور نہ کر سکے۔ آپ نے آکر اس باطل عقیدہ کا قلع قمع فرمایا اور یہ اعلان کر دیا کہ قرآنِ کریم میں ایک بھی آیت ناسخ و منسوخ موجود نہیں۔ اور نہ کبھی اس میں کوئی ایسی آیت پہلے موجود تھی۔ سارا قرآن کریم محفوظ ہے اور تاقیامت واجب العمل ہے۔ البتہ قرآنِ کریم نے آکر پہلی شرائع کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور ان سے بہتر شریعت پیش فرمائی ہے۔ اس طرح آپ نے قرآنِ کریم کو دوبارہ اس کی اصلی حیثیت میں پیش فرمایا اور بتایا کہ جن آیات کو منسوخ قرار دیا گیا ہے ان کا مفہوم اپنی جگہ قائم و دائم ہے

(۹) ایک تحقیق آپ نے یہ پیش فرمائی کہ سنّت و حدیث ایک چیز نہیں بلکہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ سنّت تو آنحضرت صلعم کے تعامل کا نام ہے اور حدیث آپ کے اقوال ہیں۔ سنّت قرآنِ کریم کی طرح متواترات سے ہے اور قطعی و یقینی چیز ہے گویا وہ قرآنِ کریم کا عملی حصّہ ہے۔ اور حدیث کا بڑا حصہ ظنّی ہے۔ اور یہ قرآنِ کریم اور سنّت کے لئے بطور گواہ کے ہے۔ اور سنّت تو اس وقت بھی موجود تھی جبکہ کتب احادیث کا وجود بھی نہ تھا۔ غرضیکہ آپ نے آکر سنّت کی الگ تعیین فرما کر بتایا کہ مسلمانوں کے لئے دو نہیں بلکہ تین طریق ہدایت مقرر کئے گئے ہیں۔ یعنی قرآنِ کریم۔ سنّت اور حدیث۔ اور اسی ضمن میں آپ نے سنّت کا مقام قرآنِ کریم کے بعد اور حدیث کا مقام سنّت کے بعد رکھ کر ان کا صحیح موقف قائم کیا۔

(۱۰) ایک عظیم الشان تحقیق آپ نے یہ پیش فرمائی کہ سکھوں کے گرو بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ اسلام کے عاشق تھے وہ خدا رسیدہ بزرگ تھے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے وقت میں ہندوؤں مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے آئے تھے

(۱۱) مسلمان حضرت مسیح ناصری کو عیسائیوں کی طرح آسمان پر بٹھا کر بے فائدہ ان کے منتظر ہیں۔ اور امّتِ محمدیہ کو خیر الامت جان کر بھی اس بات کے قائل نہیں کہ اس امت میں سے کوئی کامل فرد غیر شرعی نبی کی حیثیت میں آ سکتا ہے۔ بعض نے تو حضرت مسیح کی آمد سے مایوس ہو کر ان کی آمد کا انکار کر دیا ہے۔ آپ نے آکر ضرورتِ زمانہ کے مطابق نبی کی ضرورت مدلل طور پر پیش فرمائی۔ اور قرآنِ کریم و احادیث و اقوال سلف صالحین سے امکان و اجرائے نبوت کا ثبوت پیش فرمایا اور بتایا کہ خدا نے سابقہ پیشگوئیوں کے عین مطابق مجھے اس زمانہ کا موعود نبی بنا کر کھڑا کیا ہے۔ نیز آپ نے قرآن کریم کے ظاہر و باطن کے لحاظ سے ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں مقدر ہیں اور میں آپ کی دوسری بعثت کا مصداق ہوں اور اس کے لئے وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ اور هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ (سورہ صف) کو پیش فرمایا اور بتایا کہ اسلام کا یہ موعود کامل غلبہ میرے ذریعہ سے مقدر ہے جو پہلے کبھی بھی اسے حاصل نہیں ہوا اور نہ ہی پہلے اس کیلئے سامان میسر تھے۔ غرضیکہ خدا تعالیٰ کی رحمت عامہ کو بند قرار دیا گیا تھا اسے آپ نے جاری و ساری ثابت کر دکھایا اور اس طرح اسلام کے حق میں کایا پلٹ کر رکھ دی۔ غرضیکہ آپ نے بے نظیر اور لازوال لٹریچر و تحقیق پیش کر کے اسلام کی فتوحات کیلئے دروازے کھول دیئے اور مسلمانوں کی ناامیدی اور یاس کو امید اور آس میں بدل دیا اور دنیا کے سامنے ہدایت کیلئے عالمگیر شاہراہ پیش فرمائی۔

میرے بھائی مولوی فضل کریم صاحب مرحوم

از مکرم فضل الرحیم صاحب۔ لندن

پندرہ جنوری ۱۹۶۹ء ہمارے لئے کس قدر افسوس اور غم کا دن تھا، جب ہمارے عزیز بھائی مولوی فضل کریم صاحب ہم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

انہوں نے قادیان میں تعلیم پائی تھی۔ اور مولوی فاضل تک پڑھے ہوئے تھے صرف مولوی فاضل کا امتحان نہ پاس کر سکے۔ وجہ یہ ہوئی کہ انہیں اپنی والدہ کی شدید علالت کے باعث واپس بنگال چلے جانا پڑا۔ پھر حالات کچھ ایسے بدلے کہ بھائی صاحب اپنی تعلیم مکمل کرنے کے لئے قادیان واپس نہ جا سکے

اپنے زمانہ تعلیم ہی سے انہیں تبلیغ کا انتہائی شوق تھا۔ اپنی سائیکل پر سینکڑوں میل کا سفر اختیار کر کے قریہ بہ قریہ، گاؤں بہ گاؤں تبلیغ کیا کرتے تھے۔ ان کی ذاتی ڈائری ان واقعات سے بھری پڑی ہے۔ اور قادیان سے شائع ہونے والے قدیم اخبارات کے صفحات اس پر شاہد ناطق ہیں۔ بڑے ذہین۔ ہنس مکھ۔ بے جگر۔ صاف گو اور زندہ دل انسان تھے۔ اور ساتھ ہی اچھے اثر و رسوخ کے مالک تھے۔ بڑی سے بڑی شخصیت کے سامنے بات کرنے سے بالکل نہ جھجکتے تھے۔

مرحوم ایک غیر ملکی فرم میں ملازم تھے جرمن موٹر کار کمپنی میں گشتی نمائندہ کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ اور عرصہ دراز تک اس ادارے سے منسلک رہے۔ کمپنی اپنے کام سے انہیں ہندوستان کے مختلف شہروں مثلاً مدراس بمبئی وغیرہ بذریعہ ریل و ہوائی جہاز بھجوایا کرتی تھی۔ ان کا وجود کمپنی کے لئے بہت مفید تھا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ مرحوم کی وفات سے لے کر اب تک کمپنی مذکورہ ان کے اہل و عیال کو باضابطہ رقم بھجوا رہی ہے۔ اس اڑے وقت میں یہ بھی اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل اور احسان ہے۔

مرحوم کی شادی صوبہ بہار کے ایک معزز گھرانے میں ہوئی تھی۔ ان کی اہلیہ محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ سید مرتضےٰ رضا صاحب کی صاحبزادی ہیں۔ اور چاٹگام کے مبلغ مکرم سید اعجاز احمد صاحب کی سالی ہیں

مرحوم کو خدا تعالےٰ نے اولاد عطا کرنے میں بھی فیاضی سے کام لیا تھا اور ماشاءاللہ ان کے نو بچے ہیں۔ اسی کثیر العیالی کی وجہ سے مرحوم اقتصادی بوجھ تلے ہمیشہ دبے رہے۔ اور اکثر مفلوک الحال رہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ مستحقین کی کفالت اور امداد بھی کیا کرتے تھے۔ ان حالات میں مرحوم کبھی پس انداز کرنے کے قابل نہ ہوئے

مرحوم کا اندازِ تبلیغ بالکل نرالا تھا اور موثر بھی۔ اپنی تبلیغی گفتگو میں مذہبی دلائل کے اندر عقلی، سیاسی اور سائنسی چاشنی یوں سمو دیتے تھے کہ لطف دوبالا ہو جاتا تھا۔ اور مخاطب قائل معقول ہو کر منہ تکتے رہ جاتے تھے۔ مرحوم تقریر بھی اچھی کر لیا کرتے تھے۔ غرض ح خدا بخشنے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

مرحوم نے وصیّت تو کی تھی لیکن بعد کے ناموافق حالات کی وجہ سے اپنی وصیت کو جاری نہ رکھ سکے تھے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرحوم نے جو تبلیغی خدمات اپنی زندگی میں سرانجام دی تھیں وہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوئیں اور دفن ہونے کیلئے دیارِ محبوب کی مٹی انہیں نصیب ہوئی اور بہشتی مقبرہ میں دفن نہ ہو سکنے کے باوجود قادیان کی مبارک اور پاک سرزمین میں دفن ہوئے

خدا تعالےٰ کا صد ہزار شکر ہے کہ اس نے ہمیں مرحوم کی وفات کے نقصانِ عظیم پر غیر معمولی صبر کی توفیق عطا فرمائی ہے بھائی صاحب مرحوم کی رحلت پر پاک و ہند سے آنے والے کثیر التعداد تعزیتی خطوط نے ہمارے زخم خوردہ دلوں پر مرہم رکھنے کا کام کیا۔ ہم ان تعزیتی خطوط لکھنے والے تمام افراد کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہم راضی برضائے الٰہی ہیں۔ اور مشیتِ ایزدی کے آگے سربسجود۔

میں قادیان کے ان تمام بزرگوں اور درویشوں کا بھی تہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے مرحوم کی بیماری کے ایام میں ان کا علاج معالجہ کروایا اور ہمدردی کے ساتھ تیمارداری کر کے تنہائی اور گھر سے دوری کا احساس نہ ہونے دیا۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر بخشے۔

بھائی صاحب کی اچانک جدائی سے ہمارے ناتواں کندھوں پر ذمہ داری کا ایک بھاری بوجھ آن پڑا ہے۔ احباب کرام دعا کریں کہ مالکِ حقیقی اپنے فضل سے ہمیں اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہماری تمام مشکلات کو دور فرمائے۔ آمین

دعائے مغفرت

مکرم احمد عبدالعزیز صاحب تلاپوری ساکنہ حیدرآباد دکن مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۶۹ء کو وفات پا گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت مخلص اور باعمل احمدی تھے اور ہر جماعتی کام میں تعاون کرنے والے تھے۔ احمدیہ جوبلی ہال میں ایک لمبے عرصہ تک لائبریرین کا کام کرتے رہے۔ مرحوم موصی بھی تھے۔ لیکن بمجبوری حالات انہیں یہیں دفن کر دیا گیا ہے۔

احباب کرام مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا فرما دیں۔

خاکسار یوسف حسین سیکرٹری وصایا حیدرآباد

درخواست دعا

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو بچی لڑکی عطا فرمائی ہے نومولودہ کی صحت و سلامتی و درازیٔ عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز خاکسار کی ترقی کیلئے دعا کی جائے۔ خاکسار سید حفیظ احمد کوراپٹی ... ڈیسہ

کیا یہ حدیث وضعی قرار دی جا سکتی ہے؟

خدا تعالےٰ نے قرآن کریم کو بنی نوع انسان کے لئے مکمل ضابطۂ حیات بنا کر بھیجا ہے۔ اور اس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود لیا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ○ یعنی ہم نے ہی اسے اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ یہ حفاظت جہاں ظاہری طور پر بذریعہ حفاظ ہو رہی ہے وہاں اس کی باطنی حفاظت کا بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ابو داؤد میں حضرت ابو ہریرہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے سر پر ایسے مجددین کو مبعوث فرماتا رہے گا جو ہر زمانہ میں اس کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے اور اپنی خداداد استعدادوں کے ذریعہ سے ہر دور میں باغِ اسلام کی آبیاری کرتے رہیں گے۔

مذکورہ حدیث کے بارہ میں بعض غیر احمدی علماء کا خیال ہے کہ اس کو علماء امت میں سے کسی نے بھی "اصح" تسلیم نہیں کیا ہے بلکہ یہ حدیث وضعی ہے۔ خود احقر کو کئی ایسے دوستوں سے ملنے اور اس سلسلہ میں گفتگو کرنے کا موقع ملا ہے۔ لیکن ہر موقع پر انہوں نے اس حدیث کو وضعی قرار دیتے ہوئے گفتگو سے پہلو تہی اختیار کرنے کی کوشش کی۔ ایسے ہی دوستوں کے انشراح صدر کے لئے ذیل میں ائمہ دین اور بزرگانِ سلف کے چند مستند حوالے پیش کئے جاتے ہیں جن سے اس حدیث کی صحت کے بارے میں بخوبی راہ نمائی ہوتی ہے۔

سب سے پہلے یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ اس حدیث کو ابو داؤد جیسے بلند پایہ محدث نے بیان فرمایا ہے۔ جس پر کسی قسم کی جرح کی گنجائش نہیں رہتی۔

دوم یہ کہ امام السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "مرقات الصعود" میں اس حدیث کے بارہ میں واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ اِتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلٰی تَصْحِيْحِهٖ یعنی تمام حفاظِ حدیث نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔

سوم یہ کہ حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ مجدد الف ثانی نے نہ صرف اس حدیث کی صحت کو تسلیم کیا ہے بلکہ بڑے پُرزور الفاظ میں اسی حدیث کی روشنی میں خود مجدد ہونے کا دعویٰ بھی فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ کے مکتوبات میں لکھا ہے کہ

"ایں علوم مقتبس از مشکوٰۃ انوار اند علیٰ اربابہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کہ بعد از تجدید الف ثانی بہ تبعیت وراثت تازہ گشتہ اند و بطراوت ظہور یافتہ۔ صاحب ایں علوم و معارف مجدد ایں الف است ۔۔۔ و بداند کہ بر سر ہر مائۃ مجددے گذشتہ است۔ اما مجدد مائۃ دیگر است و مجدد الف دیگر۔ چنانچہ درمیان مائۃ و الف فرق است۔ در مجددین اینہا نیز ہماں قدر فرق است بلکہ زیادہ ازاں۔ و مجدد آنست کہ ہرچہ دراں مدت از فیوض بامتاں برسد بتوسط او برسد۔ اگرچہ اقطاب و اوتاد آں وقت بود و نجبا و بدلا باشند۔"

(مکتوبات امام ربانی جلد ۲ مکتوب چہارم ص۱۴)

یعنی یہ علوم انوارِ نبوت کی مشکوٰۃ سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ جو دوسرے ہزار کی تجدید کے بعد ورثتاً تازہ ہو گئے ہیں اور طراوت کے ساتھ ظہور پذیر ہو گئے ہیں ان علوم و معارف کو حاصل کرنے والا اس ہزار کا مجدد ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد گذرا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ صدی کا مجدد اور ہے اور ہزار کا مجدد اور۔ جس طرح کہ سو اور ہزار میں فرق ہے اسی طرح صدی اور ہزار کے مجددین کے درمیان فرق ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ۔ اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ اس کے زمانہ میں جس قدر فیوض امتوں کو پہنچتے ہیں وہ اسی مجدد کے توسط سے ہوتے ہیں۔ خواہ اس زمانہ میں اقطاب ابدال اور نجبا موجود ہی کیوں نہ ہوں۔

چہارم۔ اسی طرح شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ نے بھی اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"وخبر داد از آنکہ ہر راس ہر مائۃ مجدد خواہد شد و ہمچناں واقع شد" (ازالۃ الخفاء ص۱)

یعنی اس امر کی خبر دی گئی ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آیا کرے گا۔ نیز فرماتے ہیں کہ:۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا (تفہیمات الٰہیہ)

مذکورہ بالا تمام حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک طرف تو اس حدیث کی صحت پر جلیل القدر ائمہ و بزرگانِ سلف متفق ہیں اور دوسری طرف یہ حدیث ارشادِ الٰہی اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ○ کے بھی مطابق ہے۔ لیکن اس قدر زبردست تائیدات و مطابقات کے ہوتے ہوئے بھی ایک مسلمان عالم کا اس حدیث کو وضعی قرار دینا کیا اس کی مومنانہ شان کے منافی نہیں؟

بفرضِ محال اگر اس حدیث کو وضعی بھی مان لیا جائے تو لامحالہ ان تمام ائمہ و مجددین کو جنہوں نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے نعوذ باللہ من ذالک مفتری و کاذب قرار دینا پڑے گا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا کوئی صاحبِ ورع مسلمان اس بات کو برداشت کر سکتا ہے؟

پنجم۔ امام السیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی اسی کتاب میں جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں، نویں صدی تک کے مجددین کا ذکر بھی فرمایا ہے اور خود بھی نویں صدی کے مجدد ہونے کے مدعی ہیں۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو پہلی صدی کا اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کو دوسری صدی کا مجدد تسلیم کیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ حدیث مذکورہ کو وضعی قرار دینے کی صورت میں ان تمام جلیل القدر بزرگان کو جنہوں نے اس حدیث کی رو سے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور جن کا مجدد ہونا چند ایک نہیں بلکہ لاکھوں مسلمانوں کے نزدیک مسلّم ہے یہ کہہ کر کاذب قرار دینا پڑے گا۔ کہ العیاذ باللہ ایک وضعی حدیث کا سہارا لے کر انہوں نے دعوائے مجددیت کیا اور اس طرح عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

ششم۔ اسی پر بس نہیں بلکہ عون المعبود حاشیہ سنن ابو داؤد میں امام ابن اثیر اور طیبی کا حوالہ دیتے ہوئے مجدد کی یہ تعریف بھی درج ہے کہ مجدد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں مشہور و معروف ہو۔ اور لوگ اسے اچھی طرح جانتے ہوں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

وَ قَالَ ابْنُ الْاَثِيْرِ وَالطِّيْبِيُّ وَغَيْرُهُمَا اِنَّمَا الْمُجَدِّدُ لِلدِّيْنِ الَّذِيْ انْقَضَتِ الْمِائَةُ وَ هُوَ حَيٌّ مَعْلُوْمٌ مَشْهُوْرٌ مُشَارٌ اِلَيْهِ

یعنی ابن اثیر اور طیبی کہتے ہیں کہ مجدد وہ ہوتا ہے جو صدی کے گزرنے پر مشہور و معلوم ہو اور لوگ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوں۔

ان تمام تر حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ حدیث مذکورہ کا انکار گذشتہ تمام بزرگان دین کو نعوذ باللہ مفتری قرار دینے کے مترادف ہے۔ اگر فی الواقعہ اس بات کو تسلیم بھی کر لیں تو پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ یہ ہی بتائیں کہ اسلام کا کیا باقی رہا؟ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ عوام و خواص مسلمان خود تو دین کے مسائل و احکام سے ناواقفیت کا اظہار کرنا اپنے لئے موجب عار و ذلت سمجھتے ہیں مگر دعوے اس قسم کے کرتے ہیں جن سے دینِ اسلام کی تکذیب لازم آتی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

حدیث مذکورہ کی روشنی میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تیرھویں صدی ہجری تک مجددین کا سلسلہ جاری رہا ہے اور ان تیرہ مجددین کا ذکر نواب صدیق حسن خاں صاحب نے بھی اپنی کتاب "حجج الکرامہ" میں فرمایا ہے۔ ہمارا دعویٰ اور اعتقاد ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی سنت مستمرہ کے تحت اس صدی کے سر پر بھی ایک مجدد بھیجا ہے۔ اور یہ مجدد مسیح موعود، مہدی معہود اور نبی اللہ کی حیثیت سے بھی آیا ہے۔ کیونکہ اکابر علماء اور بزرگانِ سلف نے مسیح و مہدی کے ظہور کا زمانہ تیرھویں صدی کا آخر اور چودھویں صدی کی ابتداء تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں اپنی تصنیف "حجج الکرامہ" (ص۳۹۵) میں فرماتے ہیں:۔

"بہ ہر تقدیر ظہورِ مہدی بر سر صد آئندہ احتمال قوی دارد۔" یعنی ہر اندازے کے مطابق مہدی کے چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہونے کا قوی احتمال ہے۔ نیز لکھتے ہیں:۔

"بر سرِ مائۃ چہاردہم کہ دہ سال کامل آں باقی است اگر ظہورِ مہدی و نزولِ عیسیٰ صورت گرفت پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند۔"

یعنی چودھویں صدی کے سر پر جس کے آنے میں ابھی دس سال باقی ہیں، اگر مہدی و مسیح کا ظہور ہو گیا تو وہی مجدد و مجتہد ہوں گے۔

فیصلہ طلب امر

یہ ہے کہ ایک طرف تو خدا تعالیٰ نے دینِ اسلام کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اور دوسری طرف حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے امت کو یہ وعدہ بھی دیا گیا ہے کہ امتِ مسلمہ میں ہر صدی کے سر پر مجدد آتے رہیں گے اس صورت میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کرنا بہت بڑی غلطی ہے جبکہ آپ کے علاوہ اس صدی کے سر پر کسی اور کا دعویٰ بھی مجدد و مہدی ہونے کا نہیں۔ اب یا تو مسلمان جرأت کر کے سرے سے اس حدیث کی صداقت سے ہی انکار کر دیں اور یا یہ کہیں کہ خود مسلمان سچے مجدد کی شناخت نہ کرنے کے سلسلہ میں غلطی پر ہیں۔ حدیث کی صداقت اور صحت تو ہم بخوبی دلائل سے ثابت کر چکے ہیں اس لئے مسلمان بھائیوں کو ہی اپنی اس منفی روش پر سنجیدگی سے نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے۔ بالخصوص جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اس حالت میں مرے گا کہ اپنے زمانہ کے امام کی شناخت کرنے کی کوشش نہ کی تو اس کا مرنا جاہلیت کی موت کے مترادف ہے۔ امام وقت ہی وہ رشتہ ہے جو ساری امت کو ایک شیرازہ میں باندھ دیتا ہے۔ اور اسی سے ذکر برکات ۔۔۔ ہیں جن کے ۔۔۔

مختلف مقامات پر جماعت ہائے احمدیہ کی طرف سے

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کامیاب جلسے

جماعت احمدیہ شاہجہانپور

الحمدللہ ۲۰ شہادت ۱۳۴۸ ہش کو احمدیہ بلڈنگ بہادر گنج شاہجہانپور میں ۸½ بجے شب زیر صدارت مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ سیرت النبی صلعم کا جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت، نظم کے بعد صدر جلسہ نے جلسہ کی غرض و غایات بیان کی۔ اس اجلاس میں مکرمی محمد عقیل قریشی - محمد شاہد صاحب قریشی بریلوی - مکرم محمد فاروق صاحب قریشی - مکرم فرحت علی خاں صاحب مکرم راشد محمود خاں صاحب - خاکسار محمد عابد قریشی اور مکرمی مولوی عبد الحق صاحب فضل نے سیرت رحمۃ للعالمین صلعم کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں اور مضامین سنائے۔ علاوہ ازیں راشد محمود خاں صاحب، محمد شاہد صاحب قریشی، عزیزہ عابدہ انجم سلمہا اور خاکسار محمد عابد نے سیرت نبوی سے متعلق نظمیں خوش الحانی سے تقاریر کے وقفوں کے دوران پڑھیں۔ اجلاس اللہ تعالیٰ کے فضل سے دلچسپ رہا اور گیارہ بجے تک جاری رہا۔ بر عایت پردہ مستورات نے بھی اجلاس میں شرکت کی۔ بعد دعا اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

خاکسار محمد عابد قریشی جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ

جماعت احمدیہ مرکرہ (میسور)

مورخہ ۲۰ شہادت ۱۳۴۸ ہش کو مقامی مسجد میں سیرت النبیؐ کا اجلاس لوکل انجمن احمدیہ مرکرہ کے زیر اہتمام خاکسار کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت اور نعت خوانی کے بعد خاکسار نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اپنے لئے مشعل راہ بنانے کی تلقین کی۔

پہلے نمبر پر مکرم جمال الدین صاحب نے آنحضرت صلعم کی پیدائش اور ابتدائی زندگی کے حالات سنائے۔

دوسرے نمبر پر مکرم منصور احمد نے تقریر کی موصوف نے بتایا کہ آنحضرت صلعم رحمۃ للعالمین تھے یعنی تمام دنیا کے لئے رحمت بن کر آئے تھے حتیٰ کہ تمام انبیاء کے لئے بھی۔ اگر آپ نہ آتے تو گزشتہ نبیوں اور آنے والے نبیوں کی تصدیق نہ ہوتی۔

اس کے بعد مکرم بی ایچ اسماعیل صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ مرکرہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے نازک ترین حالات اور بے مثال نمونہ کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ چونکہ ہمارے آقا صلعم سب نبیوں سے افضل تھے اس لئے تکالیف اور مصائب بھی آپ کو سب سے زیادہ گزرنا پڑا اور آپ کے دعوئے نبوت کے بعد مخالفت کے پہاڑ آپ پر ٹوٹ پڑے۔ ہر قسم کی اذیتیں آپ کو دشمنوں کی طرف سے دی گئیں۔ اور آپ کو اور آپ کے سلسلہ کو مٹانے کے لئے ہر حیلہ سے کام لیا گیا۔ ہجرت کے بعد بھی اسلام کو مٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا۔ پھر بھی فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے اپنے جانی دشمنوں کو معاف کر کے اپنے رحمۃ للعالمین ہونے کا ثبوت دیا۔

اس کے بعد جی ایس احمد صاحب نے آنحضرت صلعم کا بے مثال نمونہ" کے عنوان پر کنٹری زبان میں موثر رنگ میں تقریر کی جس میں حضور صلعم کی زندگی کے بہت سے شعبوں کے متعلق بے مثال سیرت بیان کی۔

آخر میں خاکسار نے آنحضرت صلعم کی بعثت کے زمانہ کے خستہ حالات تدرے تفصیل سے بیان کر کے آپ کی تبلیغ و تربیت کے نتیجہ میں صحابہ کرام کے اندر پیدا ہونے والی تبدیلی کا ذکر کیا۔ اور سورۃ الفرقان کے آخری رکوع کا ترجمہ کر اور مختصر تفسیر بیان کر کے احباب کو تلقین کی کہ انہیں اپنے اندر اسی قسم کا نمونہ پیدا کرنا چاہیئے دعا کے بعد یہ جلسہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

جماعت احمدیہ جمشید پور۔ بہار

ہماری جماعت نے مورخہ ۲۰ شہادت ۱۳۴۸ کو سیرت آنحضرت صلعم کا جلسہ منعقد کیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم سید حمید الدین صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت نے کی۔ پہلے آپ نے ایک نظم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں پڑھی اس کے بعد حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا ایک مضمون لفضل سے پڑھ کر سنایا جس کا عنوان تھا "آنحضرت صلعم کا سلوک اہلبیت کے ساتھ" مضمون نہایت ہی دلپذیر تھا۔ آخر میں آپ نے آنحضرت صلعم کے اخلاق فاضلہ کے چند واقعات بیان کئے۔

اس کے بعد خاکسار نے احباب سے خطاب کیا۔ سب سے اول "مسلم و اسلام" الفاظ کے معنی تفصیلی طور پر بتلائے۔ اسلام کے معنی یہ ہیں کہ انسان ایسے اعمال بجا لائے کہ وہ ہلاکت سے محفوظ ہو جائے۔ ایک طرف تو اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم ہو جائے اور دوسری طرف بنی نوع انسان سے اتنا اچھا اور ہمدردانہ سلوک کرے کہ باہم محبت و یگانگت پیدا ہو جائے

اس کے بعد خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ کی سیرت طیبہ کے ذکر میں وہ واقعہ تفصیل سے بیان کیا کہ ایک یہودی جس نے ابو جہل سے قرض وصول کرنا تھا وہ وصولی سے مایوس ہو کر آپؐ کے پاس آیا اور آپؐ نے بلا خوف و خطر اس کے ساتھ جا کر ابو جہل سے قرض وصول کروا دیا۔ پھر میں نے صلح حدیبیہ کا واقعہ بیان کر کے بتایا کہ کس طرح حضور نے اس صلح نامہ کے عہد و پیمان پر پوری طرح عمل کیا۔ اور آپؐ کے صحابہؓ نے بھی پابندی کی۔

آخر میں عزیزم سید جمیل احمد ابن سید ہمام الدین صاحب نے آنحضرت صلعم کی شان میں ایک نظم سنائی۔ جلسہ بعد دعا ساڑھے آٹھ بجے شب ختم ہوا۔ چونکہ محترم صدر صاحب اپنی بعض مجبوریوں کے باعث شریک جلسہ نہ ہو سکے تھے اس لئے جلسہ کی صدارت کے فرائض خاکسار کو ادا کرنے پڑے　　خاکسار عبد المجید

سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ جمشید پور

جماعت احمدیہ تیماپور۔ میسور

مورخہ ۲۰ شہادت کو مکہ مسجد تیماپور میں زیر اہتمام جماعت احمدیہ تیماپور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کے جلسہ کا انعقاد ہوا جلسہ کی کارروائی خاکسار کی زیر صدارت بعد نماز عشاء ۹½ بجے شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم رحمت اللہ صاحب نے کی۔ مکرم محمد اسماعیل صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام "محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے" پڑھ کر سنایا۔ نظم کے بعد خاکسار نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔

سب سے پہلے عزیزم محمود احمد صاحب نے "کامل انسان" کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضور صلعم کے بحالت نبی اعلیٰ اخلاق کو پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم عبد الحمید صاحب نے کنٹری زبان میں آنحضرتؐ کی سیرت طیبہ پر تقریر کی۔ بعدہٗ عزیزم وسیم احمد نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا" پڑھ کر سنائی۔

نظم کے بعد مکرم خلیل احمد صاحب نے آنحضرتؐ کے مقدس حالات زندگی بیان کئے اور حضور کے تبلیغی مشن کی وضاحت کی۔

بعدہٗ مکرم شفیق احمد صاحب نے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی نعت "بارگاہِ ذی شان عالی مقام" سوز اور خوش الحانی سے سنائی

مکرم عبد العزیز صاحب سیکرٹری تبلیغ نے آنحضرت صلعم کی بلند اور ارفع شان پر تقریر کی اور مکرم قریشی محمد عبد اللہ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دو اہم تبلیغی واقعات بیان کئے۔

آخر پر خاکسار نے آنحضرت صلعم کے بے نظیر اخلاق فاضلہ پر روشنی ڈالی اور ½۱۱ بجے رات بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔ لاؤڈ سپیکر کے اخراجات مکرم نور الدین صاحب نے ادا کئے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین

خاکسار رشید احمد مبلغ تیماپور

جماعت احمدیہ باڑی پورہ

آج مورخہ ۷ شہادت ۱۳۴۸ ہش کو مسجد احمدیہ باڑی پورہ میں یوم سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت مکرم خواجہ عبد الحمید صاحب ٹاک نے کی۔ محترم ابدالی صاحب کی تلاوت کے بعد عزیزم شمس الدین عادل اور خاکسار نے نظمیں پڑھیں۔ اس کے بعد میر عبد الرحمٰن صاحب نے "امن عالم اور آنحضرت صلعم" کے موضوع پر تقریر کی۔ اور حضور کی تمام کاوشوں کا ذکر کیا جو آنحضورؐ نے امن عالم کے لئے کی ہیں۔ اور اسلام کی تعلیم کی وضاحت کی جو امن عالم کی ضمانت ہے۔ اس کے بعد عزیز عبد المومن نے نظم پڑھی۔ اور عزیزم میر عبد الحمید صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت بہترین انداز میں پیش کی۔ اس کے بعد عزیزم مظفر احمد ٹاک نے حضور صلعم کی سیرت کے متعلق ایک دلچسپ اقتباس پڑھ کر سنایا۔ پھر مکرم میر غلام محمد صاحب نے حضور صلعم کی سیرت طیبہ کے بعض اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

آخر پر خاکسار نے "تکمیل انسانیت اور آنحضرت صلعم" کے موضوع پر تقریر کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام جو آپؑ نے حضور صلعم کی سیرت طیبہ کی وضاحت میں کیا، اس کی تشریح کی۔

اس کے بعد صاحبِ صدر نے صدارتی تقریر فرمائی جس میں حضور صلعم کی پاک سیرت کے بعض پہلو بیان کئے اور احباب کو تلقین کی کہ اپنے اوپر سیرت نبوی کا رنگ چڑھائیں۔ آخر پر آپ نے مقررین کا شکریہ ادا کیا اور بعد دعا جلسہ برخاست ہوا

خاکسار غلام نبی ناظر سیکرٹری تبلیغ باڑی پورہ

تبلیغِ حق کے سلسلہ میں بعض ضروری ہدایات

منجانب نظارت دعوۃ وتبلیغ قادیان

اللہ تعالےٰ کے فضل سے مبلغینِ کرام عہدیداران اور دیگر احباب جماعت اپنے اپنے علاقہ میں فرضِ تبلیغ سرانجام دیتے ہی رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس میں برکت ڈالے۔ ضرورت ہے اس بات کی کہ تبلیغِ حق کے نیک جذبہ کو جماعت کے ہر فرد میں بڑھایا جائے۔ اور ایسی مساعی کو زیادہ نتیجہ خیز بنایا جائے۔ تبلیغِ حق کے سلسلہ میں نظارت ہذا احباب کرام کی توجہ حسب ذیل امور کو خاص طور پر ملحوظ رکھنے اور ان پر عمل درآمد کرنے کی سفارش کرتی ہے۔ امید ہے کہ اگر احباب ان پر عملدرآمد کریں گے تو ان کی تبلیغی مساعی زیادہ موثر اور نتیجہ خیز ثابت ہونگی۔ انشاء اللہ

آپ اپنے تبلیغی سفروں اور مقامی طور پر تبلیغی تبادلۂ خیالات کے مواقع پر ایسے سنجیدہ افراد کو تلاش کریں جو سچے دل سے حق کے متلاشی ہوں۔ سفر میں جب کسی ایسے دوست سے ملاقات ہو اور وہ دینِ حق میں دلچسپی رکھتے ہوں اور سلسلہ کی تعلیمات کے بارہ میں مزید علم حاصل کرنا چاہتے ہوں آپ ان کا پتہ نوٹ کریں۔ ان کو اپنا اور مرکز کا پتہ نوٹ کروائیں پھر ان کے خیالات وحالات کے مطابق ان کی رہنمائی کریں۔ مناسب لٹریچر دیں۔ مرکز میں اسی نوع کی مکمل تفصیل سے اطلاع دیں۔ تاکہ آپ کے ساتھ مرکزی دفتر بھی تعاون کرے۔ اگر ان کے نام اخبار بدر جاری کرنا مناسب ہو تو جاری کیا جائے اور اگر دوسرا لٹریچر ضروری ہو تو اس کے بھیجنے کا اہتمام کیا جائے۔

ایک دفعہ ملاقات اور تبادلۂ خیالات ہی کافی نہیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ ایسے نیک خصلت دوست کے ساتھ باقاعدہ رابطہ رکھا جائے خواہ خط وکتابت کے ذریعہ یا ملاقات کے ذریعہ ان کے شکوک وشبہات کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ ان کے دل میں خدا تعالےٰ کی سچی محبت اس کی جستجو پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ جب دل میں سچی لگن پیدا ہو جاتی ہے تو انسان بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے بھی تیار ہو جاتا ہے۔

ساتھ کے ساتھ خود بھی ان کے حق میں دعائیں کریں اور انہیں بھی دعا کرنے اور ذاتی طور پر خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنے اور اس سے سچی رہنمائی حاصل کرنے کی درخواست کرنے کی تلقین کرتے رہیں۔ نیز مرکز میں دعا کے لئے لکھتے رہیں۔

امید ہے کہ اس طریق پر تبلیغ ہو گی تو انشاء اللہ ضرور نتیجہ خیز ہوگی۔ اور آپ اپنے اس محبوب کام میں ضرور بامراد ہوں گے۔ کسی بھولے بھٹکے آدمی کا اپنے خدا کے ساتھ رشتہ مضبوط ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں۔ یہ آپ کی بڑی ہی خوش قسمتی ہے کہ آپ کے ذریعہ کوئی خدا کا بندہ اس کے ساتھ رابطہ پیدا کرکے نئی زندگی حاصل کرلے

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی رضامندی کی راہوں پر چلنے اور ہمیشہ نیکی اور خیر وبرکت کی باتیں لوگوں تک پہنچانے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

وصیّت

نوٹ :- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیّت کے متعلق کوئی اعتراض ہو تو وہ اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر ہذا کو تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر اطلاع دے

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۳۷۵۵ - منکہ میر احمد الدین ولد امیر الدین صاحب قوم میر پیشہ زمینداری عمر پچپن سال پیدائشی احمدی ساکن پاڑی پورہ ڈاکخانہ پاڑی پورہ ضلع اننت ناگ کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۳۴۸/۱۹۶۹ – ۱ – ۱۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :-

میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے ۱- مکان ایک عدد قیمتی ۱۵۰۰ روپیہ ۲- زمین آبی اول گیارہ کنال قیمتی ۲۷۵۰ میں مندرجہ بالا جائداد سے جس قدر آمد ہو گی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور یہ بھی لکھ دیتا ہوں کہ آئندہ بھی جو کچھ جائداد حاصل کروں گا اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر مندرجہ بالا جائداد کے علاوہ اگر کوئی جائداد موجود ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ چندہ برائے اعلان وصیت مندرجہ مدر نقد ادا کرنے سے گا۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے صراطِ مستقیم پر چلائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم الیمنہ میر احمد الدین موصی بقلم خود۔ گواہ شد شیخ اللہ مبلغ جماعت احمدیہ گواہ شد عبدالسلام ٹاک پاڑی پورہ موصی نمبر ۱۳۳۴۵

تفصیل جائداد حسب ذیل ہے جو تصدیق کنندگان نے تحریر کی ہے اور موصی نے بھی تصدیق

منظوری انتخاب عہدیداران جماعت احمدیہ سونگڑہ اڑیسہ

جماعت احمدیہ سونگھڑہ کے لوکل عہدیداران کے انتخاب بابت سال ۱۳۴۷ء تا ۱۳۴۹ء ہجری شمسی مطابق ۱۹۶۸ء تا ۱۹۷۰ء کی منظوری بہ تفصیل ذیل دی جاتی ہے ناظر اعلےٰ قادیان

۱۔ سیکرٹری مال مکرم سید شہاب الدین صاحب
۲۔ سیکرٹری امور عامہ وآڈیٹر مکرم مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب
۳۔ سیکرٹری تبلیغ مکرم میر عبدالحمید صاحب
۴۔ سیکرٹری تعلیم وتربیت وامین۔ مکرم مولوی سید محمد احمد صاحب
۵۔ سیکرٹری ضیافت مکرم سید شہاب الدین صاحب
۶۔ سیکرٹری وصایا مکرم یوسف علی خاں صاحب
۷۔ سیکرٹری تحریک جدید وسیکرٹری وقف جدید مکرم شیخ مبارک علی صاحب

تعلیم القرآن اور خدّام الاحمدیّہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ۱۴؍ شہادت ۱۳۴۸ ہجری شمسی میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہر خادم قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرے

قائدین نگرانی کریں کہ خدام حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی ہدایت کے مطابق متعلقہ نظام سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں قائدین جلد از جلد اپنی اپنی مجلس کا مرکز میں جائزہ بھجوائیں۔ اسی طرح قائدین اپنی اپنی مجلس میں خاص طور پر تعلیم القرآن کے لئے ایک ناظم تعلیم مقرر کریں۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

۲۷؍ ہجرت —— یومِ خلافت

جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ۲۷؍ ہجرت ۱۳۴۸ ہجری شمسی بروز منگل یوم خلافت کی تقریب سعید ہے

لہٰذا جملہ صدر صاحبان وسیکرٹریان تبلیغ ومبلغین کرام سے استدعا ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں جلسوں کا انعقاد کرکے خلافت کی اہمیت وضرورت کے مختلف پہلوؤں پر تقادیر کا احسن وعمدہ انتظام کریں۔

خلافت کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تحریرات اور سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے سنہری اصول واقتباسات احبابِ جماعت اور خصوصیت کے ساتھ نئی نسل کے ذہنوں میں راسخ اور مستحضر کرنے کی کوشش کریں۔

جلسوں کی رپورٹیں بھی نظارتِ ہذا کو بروقت بھجوائیں ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

مکرّم محمد نعمت اللہ صاحب ساکنہ چندا پور ضلع نظام آباد۔ آندھرا

توجہ کریں

مکرم محمد نعمت اللہ صاحب ولد محمد رحمت اللہ صاحب ساکنہ چندا پور ڈاکخانہ تاڑوائی ضلع نظام آباد صوبہ آندھرا نے مورخہ ۹؍ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو وصیّت کی تھی۔ ان کی وصیت میں کچھ خامیاں تھیں جن کی نشاندہی مکرم مشیر قانونی صاحب صدر انجمن احمدیہ نے کی تھی۔ ان خامیوں کی درستی کے لئے صیغہ ہذا کی طرف سے محمد نعمت اللہ صاحب کو کئی چٹھیاں تحریر کی جاچکی ہیں بلکہ ایک رجسٹرڈ (اے۔ ڈی) چٹھی بھی تحریر کی گئی تھی۔ لیکن وہ کسی چٹھی کا جواب نہیں دیتے۔ لہٰذا اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر انہوں نے ایک ماہ کے اندر ان چٹھیوں کا جواب نہ دیا تو بوجہ عدم پیروی ان کی وصیت داخل دفتر کردی جائے گی۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

دہ کی ہے :- ۱۔ ایک عدد مکان کچا قیمتی تقریباً ۲۵۰۰ روپیہ ۲- زمین آبی اول بارہ کنال قیمتی ۳۶۰۰ روپیہ ۳- کوٹھا ایک لکڑی کا قیمتی ۱۰۰ روپیہ ۴- ایک عدد کنڈ مویشیوں کے لئے قیمتی ۱۵۰ ۵- بکری ایک عدد مع بچہ قیمتی ۱۵۰ روپیہ ۶- بچھیر ایک عدد قیمتی ۵۰ روپیہ ۷- متفرق از قسم درخت وغیرہ قیمتی ۱۰۰۰ روپیہ۔ جملہ میزان مبلغ ۷۵۰۰ روپیہ۔

کل کے لئے آج تیاری!

(بقیہ اداریہ صـ۲)

ایک ذمہ داری تو خود قرآن کریم سیکھنے کی ہے اور ایک ذمہ داری ان لوگوں (مردوں اور عورتوں) کو قرآن کریم سکھانے کی آپ پر عاید ہوتی ہے کہ جن کے آپ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق راعی بنائے گئے ہیں۔ آپ ان دونوں ذمہ داریوں کو سمجھیں اور جلد قرآن کی طرف متوجہ ہوں۔

ہر رکن انصار اللہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اس بات کی ذمہ داری اٹھائے کہ اس کے گھر میں اس کی بیوی اور بچے اور ایسے احمدی کہ جن کا خدا کی نگاہ میں وہ راعی ہے، قرآن کریم پڑھتے ہیں اور قرآن کریم کے سیکھنے کا وہ حق ادا کرتے ہیں جو حق ادا ہونا چاہیئے۔"

تیسرے نمبر پر حضور انور نے خدام الاحمدیہ کو مخاطب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:
"خدام الاحمدیہ کو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آئندہ اشاعت اسلام کا بڑا بوجھ آپ کے کندھوں پر پڑنے والا ہے۔ کوئی ایک طفل یا کوئی ایک نوجوان بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو احمدیت کے مقصد سے غافل رہے۔ اور اس ذمہ داری کی ادائیگی سے غافل رہے جو ہمارے رب نے ہمارے کندھوں پر ڈالی ہے ...... خدام الاحمدیہ کی تنظیم اپنے طور پر بحیثیت خدام الاحمدیہ اس بات کا جائزہ لے اور نگرانی کرے کہ کوئی خادم اور طفل ایسا نہ رہے جو قرآن کریم نہ جانتا ہو یا مزید علم حاصل کرنے کی کوشش نہ کر رہا ہو۔"

پھر لجنہ اماء اللہ کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:-
"لجنہ اماء اللہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اس بات کی نگرانی کرے کہ ہر جگہ لجنہ اماء اللہ کی ممبرات اور ناصرات الاحمدیہ ان لوگوں کی نگرانی ہیں جن کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے قرآن کریم پڑھ رہی ہیں یا نہیں۔"

● حضور نے فرمایا:-
"غرض موصیوں کی تنظیم بھی اور انصار اللہ کی تنظیم بھی اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم بھی اور لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم بھی اس طرف پورے اخلاص اور جوش اور ہمت کے ساتھ متوجہ ہو جائیں اور کوشش کریں کہ جلد سے جلد ہم اپنے ابتدائی کام کو پورا کر دیں۔"

آخر میں حضور نے مجموعی طور پر فرمایا:-
"جماعتی تنظیم کا یہ کام ہے کہ وہ تعلیم القرآن کے کام کو کامیاب بنانے کی کوشش کرے۔ نیز وہ یہ دیکھے کہ انصار اللہ، موصیان، خدام، لجنہ اور ناصرات کے سپرد جو کام کیا گیا ہے وہ ادا کرتے ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطاء فرمائے۔"

یہ ہیں حضور کے ارشادات کے اہم حصے جو جماعت کے ایک ایک فرد کی ذمہ داریاں یاد دلاتے ہیں اور اسے آنے والے وقتوں کے لئے ابھی سے کامل تیاری کر لینے کی تاکید فرماتے ہیں —— !! وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کے وعدوں کی ادائیگی کی آخری میعاد ماہ جون بمطابق احسان کو ختم ہو جائے گی۔ لہذا جن دوستوں نے تا حال اپنے وعدوں کی مکمل ادائیگی نہیں کی وہ جلد از جلد توجہ کریں اور میعاد کی آخری تاریخ کا انتظار نہ کریں ——!!

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

چندہ اخبار ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہ احسان ۱۳۴۸ ہش مطابق جون ۱۹۶۹ء میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ آٹھ روپے بھجوا کر ممنون فرما دیں تاکہ ان کے نام اخبار جاری رہ سکے۔ اگر ان کی طرف سے چندہ وصول نہ ہوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد ان کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔

امید ہے کہ احباب اخبار کی افادیت کے پیش نظر جلد رقم ارسال کر کے ممنون فرمائیں گے۔ ان احباب کو چٹھی کے ذریعہ بھی اطلاع دی جا رہی ہے۔

مینیجر اخبار بدر قادیان

نمبر خریداری	اسماء خریداران	نمبر خریداری	اسماء خریداران
۱۰۶۹	مکرم ایس۔ ایم رضوان صاحب	۱۲۸۷	مکرم ایم۔ اے حلیم صاحب۔
۱۱۳۵	" پی۔ کے حمید صاحب	۱۷۱۲	" محمد سعید صاحب۔
۱۱۴۸	" ڈاکٹر بھائی محمود احمد صاحب	۱۶۰۹	" ایم۔ ایچ رحمان صاحب۔
۱۲۴۱	" میاں محمد عمر صاحب سہگل۔	۱۱۱۴	" سیٹھ محمد اعظم صاحب
۱۲۴۸	" سی برکت اللہ صاحب۔	۱۸۸۲	" محمد بشیر احمد صاحب۔
۱۲۵۵	" سی۔ پی علی کٹی صاحب۔	۱۳۷۹	" سید شفیق الدین احمد صاحب۔
۱۳۵۲	" طلعت جہاں صاحبہ	۱۴۲۷	" ماسٹر رحمت اللہ صاحب۔
۱۵۰۱	" بشیر احمد خان صاحب	۱۳۸۶	" عبد المجید صاحب
۱۵۰۲	" آصفہ بیگم صاحبہ	۱۷۹۶	" ایس۔ این جمیل احمد صاحب۔
۱۵۴۵	" بشیر احمد صاحب۔	۱۴۰۷	نیشنل لائبریری۔
۱۵۵۴	" بی۔ ایم عبد الرحیم صاحب	۱۳۸۳	" بابو محمد ظفر صاحب۔
۱۸۵۲	" ڈاکٹر مبارک احمد صاحب	۱۱۶۰	" محمد ادریس صاحب وکیل۔
۱۲۶۱	" ڈاکٹر ظفر احمد صاحب	۱۶۴۷	" احمد حسین صاحب

محترم سید امیر الدین صاحب قاضی ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر دھارواڑ وفات پاگئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ہبلی ۲۷ اپریل۔ نہایت ہی افسوس اور دلی غم کے ساتھ احباب جماعت تک یہ اطلاع پہنچائی جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ ہبلی دھارواڑ کے بلند پایہ بزرگ حضرت سید امیر الدین صاحب قاضی ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر دھارواڑ کل ۲۶ شہادت ۱۳۴۸ ہش مطابق ۲۶ اپریل ۱۹۶۹ء بوقت ۱۱ بجے شب ریلوے ہسپتال ہبلی میں بعمر قریباً ۷۸ سال وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

دو سال پہلے مرحوم کا اسی ہسپتال میں پیٹ کا آپریشن ہوا تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہا۔ اور موصوف صحت یاب بھی ہو گئے۔ اس کے بعد دوسرا آپریشن تیرہ دن پہلے کیا گیا جو بکابک پیٹ میں شکایت پیدا ہونے کے باعث ہوا۔ محترم مولانا حکیم محمد الدین صاحب (جو دورہ پر تشریف لائے ہوئے تھے) خاکسار اور جماعت کے احباب ملاقات کی غرض سے ہسپتال گئے۔ اس وقت مرحوم کو بڑی کمزوری بھی تھی تاہم کسی قدر گفتگو کی۔ دوسرے دن بھی خاکسار جب گیا تو گذشتہ دن کی نسبت افاقہ کی امید پیدا ہونے لگی۔ دوسرے آپریشن کے کوئی ایک ہفتہ بعد تیسرے آپریشن کی ضرورت محسوس ہوئی اور کیا گیا اس کے کوئی تین چار دن میں ہی یہ جانکاہ حادثہ پیش آیا —— مرحوم ہبلی کی جماعت کے روح رواں تھے۔ اور دھارواڑ شہر میں اپنی قسم کے واحد انسان تھے۔ سلسلہ کے بید مخلص اور درد مند انسان تھے۔ خلافت احمدیہ سے دلی وابستگی اور بیحد عقیدت رکھتے تھے۔ تبلیغ کا شوق جنون کی حد تک تھا۔ سلسلہ کے مبلغین کرام اور احباب سے بہت محبت تھی۔ نیک دل مخلص، بڑی عزت و شرف کے مالک۔ بڈر اور سلسلہ کی جملہ مالی تحریکات میں حصہ لینے والے بزرگ تھے۔ دھارواڑ شہر میں اپنے خرچ پر جلسے کرواتے تھے۔ غرض مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ مجھے آپ سے بہت انس تھی اور آپ کو بھی مجھ سے —— جملہ احباب جماعت و بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور اعلیٰ علیین میں خاص مقام قرب سے نوازے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن۔

خاکسار: ایچ۔ ایم منڈاسکر۔ صدر جماعت احمدیہ ہبلی

امتحان کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی"

اِمسال نظارت ہذا نے امتحان کتبِ سلسلہ کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کو بطور نصاب مقرر کیا ہے۔ یہ کتاب بہت بڑے علمی ذخیرے کی حیثیت رکھتی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اِس تصنیف کو اِس جہت سے بھی بہت بڑی اہمیت حاصل ہے کہ اِس مضمون کے پبلک میں آنے سے قبل ہی خدا تعالیٰ نے الہاماً اس کی مقبولیتِ عامّہ کے بارے میں اپنے اِن مقدس الفاظ میں بشارت دے دی تھی کہ:

"یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا"

سو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق اِس مضمون کو تمام مضامین پر غلبہ عطا فرمایا۔ یہ مضمون مذاہبِ عالم کے عظیم اجتماع منعقدہ ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ر دسمبر ۱۸۹۶ء بمقام لاہور پڑھا گیا۔ اور اس وقت کے مشہور اخبارات نے کالموں کے کالم اس کی تعریف و توصیف میں لکھے۔

چونکہ یہ کتاب باریک در باریک علمی معارف پر مشتمل ہے اِسلئے اِمسال صرف پہلے سوال تک کا امتحان لیا جائے گا۔ جو کتاب ہذا کے صفحہ ۱۱۹ سے اِن الفاظ پر ختم ہوتا ہے ——— "ہاں وہ چیزیں دوسرے عالم میں جسمانی شکل پر نظر آئیں گی۔ مگر اِس جسمانی عالم سے نہیں ہوں گی"

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے استدعا ہے کہ وہ اِس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں اور زیادہ سے زیادہ اِس علمی ذخیرے کے ذریعہ نیا ایمان اور نیا نور اپنے اندر پیدا کریں۔ یہ کتاب نظارت ہذا سے مبلغ ایک روپیہ میں مل سکتی ہے۔ محصولِ ڈاک بذمّہ خریدار ہوگا۔ کتاب کا سرورق خوبصورت آرٹ پیپر پر چھپوایا گیا ہے۔

امید ہے کہ جملہ احباب جماعت ابھی سے کتاب منگوا کر امتحان کی تیاری شروع کر دیں گے۔ یہ امتحان ۲۶ اخاء ۱۳۴۸ہش مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز اتوار ہوگا۔ جماعتیں نوٹ فرمالیں اور ابھی سے امتحان میں شامل ہونیوالوں کی مکمل فہرست سے اطلاع دیں۔ یاد رکھیں کہ فہرست تیار کرتے وقت امیدوار کا نام ولدیت، یا زوجیت، سکونت، ڈاکخانہ ضلع اور صوبہ وغیرہ (تفاصیل) کا اندراج نہایت ضروری ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

صدر صاحبان و سیکرٹریان تبلیغ و تربیت توجّہ فرمائیں

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے صدر صاحبان و سیکرٹریان تبلیغ و تربیت کی خدمت میں نظارت ہذا کی طرف سے فارم رپورٹ ہائے تبلیغ و تربیت بھجوائے جا رہے ہیں۔

جملہ صدر صاحبان و سیکرٹریان سے توقّع ہے کہ آپ اپنی ذمّہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے نئے مالی سال سے پورے عزم و استقلال اور خلوص و انہماک سے پہلے سے زیادہ توجّہ کے ساتھ خدماتِ اسلام کی بجا آوری میں مشغول ہوں گے۔

آپ اپنی ماہانہ تبلیغی و تربیتی مساعی سے مرکز کو بھی آگاہ کرتے رہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ ہر ماہ اپنی رپورٹیں باقاعدگی کے ساتھ مرسلہ فارموں پر بھجوایا کریں۔

اگر کسی جماعت میں سیکرٹری تبلیغ و تربیت مقرر نہ ہو تو اس عہدے کے لئے کسی موزوں دوست کا انتخاب کر کے مرکز سے منظوری حاصل کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ پر بہت بڑا فضل کر رکھا ہے کہ وہ خلافت کے سایہ میں دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ دُنیا پر ظاہر کر رہی ہے۔ آپ بھی اپنی نمایاں خدمات سے آگے آئیں۔ اور سلسلہ کی بڑھ چڑھ کر خدمت کریں اور صفِ اوّل میں اپنا مقام پیدا کریں۔

میں جملہ احباب سے پوری توقع رکھتا ہوں کہ وہ عہدیداران سے پورا تعاون کریں گے اور اپنی رپورٹیں ہر ماہ باقاعدگی سے نظارت ہذا کو بھجوایا کریں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور خدمتِ دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ولادت: مورخہ ۲۴ر اپریل کو اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو چوتھا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک صالح بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔
خاکسار: محمد دین بدر درویش قادیان۔

جلسہ یوم مسیح موعودؑ

جماعت احمدیہ بملیہ (پٹنہ و رانچی) اور جماعت احمدیہ پینگاڈی کی طرف سے مورخہ ۲۳ر مارچ کو یوم مسیح موعود کے جلسے منعقد کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے نیک نتائج پیدا کرے اور جماعت کے اخلاص میں برکت دے آمین۔ دونوں جماعتوں کی طرف سے تاخیر سے رپورٹیں آنے کے سبب تفصیل شائع نہیں کی جاسکتی۔

(ایڈیٹر)

درخواستِ دعا

خاکسار امسال بی۔ اے فائنل کے امتحان میں شریک ہو رہا ہے۔ احباب سے امتحان میں شاندار کامیابی کے لئے دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔

خاکسار: ماسٹر محمود احمد خان
ساکن زدرہ۔ مانلو (کشمیر)

(۲) ——— میرے ایک زیر تبلیغ دوست مکرم چوہدری شیر محمد صاحب پنڈلیوں اور ریح کی درد کے باعث ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اُن کی کامل و عاجل شفایابی اور انشراحِ صدر کے لئے دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے ——— اسی طرح خاکسار ان دنوں اقتصادی اور ذہنی پریشانیوں میں مبتلا ہے ان کے ازالہ کیلئے بھی دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔ خاکسار قریشی محمد سلیمان خان۔ نزنگی ٹاؤن۔

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" | فون نمبرز 23—1652 / 23—5222

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجینئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

گلوب ربڑ انڈسٹریز

آفس و فیکٹری: ۱۰۔ برہمو رام سرکار لین کلکتہ ۱۵
ٹیلیفون نمبر ۲۴—۳۲۷۲

تار کا پتہ: گلوب ایکسپورٹ

شوروم: ۳۱/۱۰ اوپر چیت پور روڈ کلکتہ ۱
ٹیلیفون نمبر ۳۴—۰۴۰۱